كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ االلّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:216)

(مسلمانوں!) تم پر اللہ کے راستے میں لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو، اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

آخری معرکہ

تالیف:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن حفظہ اللہ

ترجمہ و مرتب:

فضیلۃ الشیخ محمد صدیق ابوبکر حفظہ اللہ

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (البقرہ :۲۱۶)

(مسلمانوں!) تم پر اللہ کے راستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہو گا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو، اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

آخری معرکہ

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن حفظہ اللہ

ترجمہ و مرتب: فضیلۃ الشیخ محمد صدیق ابو بکر حفظہ اللہ

مکتبہ سیّدنا صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ

انٹرنیٹ ایڈیشن:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.co.nr

http://www.tawhed.co.nr

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له، واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمد عبده ورسوله اما بعد!

آج کے زمانے میں مسلمان اگر امت مسلمہ کی کربناک حالت پر نظر ڈالیں تو پھر راسخ العقیدہ مسلمان کا دل ضرور پریشان ہوگا اور آنکھوں سے آنسو بہہ جائینگے۔ آج کے دور میں شریعت محمدی مفقود ہے۔ حلال اور حرام کی تمیز ختم ہوچکی ہے۔ مسلمانوں میں خوف، بزدلی، کسالت اور سستی نے اپنے پنجے گاڑدیے ہیں وہ کفار جو مسلمانوں کے نام سننے سے کانپ اٹھتے تھے آج وہی کافر متحد ہوکر مسلمانوں سے جنگ کرکے ان پر اپنے کفری قوانین نافذ کررہے ہیں۔ مسلمانوں کے اخلاق، تہذیب عادات اور ثقافت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے، ان کے املاک اور جائدادیں لُوٹ کر اپنے خزانے بھر دیے۔ مسلمانوں کی عزت اور ناموس پر ہاتھ ڈالا۔ لیکن اتنے ظلم اور بربریت کے باوجود پھر بھی مسلمان امت غفلت کی نیند میں سوئی ہوئی ہے اوران پر کفری طاقتیں مسلط ہیں۔ اکثر مسلمان جہاد سے گھبراتے ہیں تھوڑے سے مسلمان ایسے ہیں جن کے دلوں میں جہاد کا جذبہ موجزن ہے اورہ اللہ جل جلالہ کے راستے میں قربانی دینے کیلئے میدان جہاد میں کود پڑے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ کفاراور ان کے کٹھ پتلی حکومتوں اور منافق جاسوسوں کے ہاتھوں پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے ہوئے ہیں، کھلم کھلا اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں پر حملے نہیں کرسکتے۔ سب سے بڑی افسوس کی بات یہ ہے کہ اس خطرناک اور نازک وقت میں عوام تو کجا بہت سے علماء حضرات بھی جہاد کرنے سے کتراتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض شیخ القران اور شیخ الحدیث حضرات فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ جہاد فرض کفایہ ہے، کچھ علماء حضرات کہتے ہیں کہ یہ جہاد صرف عراقی اور افغان عوام پر فرض ہے، کچھ کہتے ہیں کہ جہاد کیلئے امیر نہیں، کچھ کہتے ہیں کہ ساز وسامان نہیں، کچھ کہتے ہیں کہ ہجرت کے لیئے جگہ نہیں، بعض تبلیغ کیلئے سہ روزہ، چالیس دن، چہارماہ یا ایک سال لگادینے کو جہاد کہتے ہیں۔ جہاد کے بارے میں جتنی قرانی آیتیں اور نبوی

احادیث وارد ہوچکی ہیں ان سب کو اس بدعی تبلیغ پر چسپاں کرتے ہیں۔ جہاد کو دین اور مسلمان امت کے لیئے نقصان دہ قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اصل جہاد یہی تبلیغ کا کام ہے جو ہم ہی انجام دے رہے ہیں۔ جہاد کے بارے میں جتنے نصوص ہیں ان سب میں تحریف کرکے تبلیغ کے لیئے مختص کرتے ہیں۔ یہ لوگ دراصل جہاد سے منکر ہیں اور کافروں کیلیئے راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ کفار کو یہ بتاتے ہیں کہ اسلام میں جہاد نہیں صرف تبلیغ میں وقت لگانا ہے جہاد کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور مجاہدین سے دشمنی کرتے ہیں، اگر کہیں مجاہدین کفار پر حملہ کردیں اور انہیں نقصان پہنچائیں تو یہ حضرات کفار کے ان نقصانات پر ناراض اور خفا ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو عاشقان رسول کہتے ہیں لیکن یہ بھی جہاد کو اچھا اور درست نہیں سمجھتے۔ صرف چند باتوں کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر اسے دین تصور کرتے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جو بھی کہتے ہیں دراصل یہ جہاد سے منہ موڑنے کیلیئے بہانہ اور حیلہ سازی ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ جہاد پوری امت مسلمہ پر فرض عین ہے اور جس نے بھی کلمہ شہادتین پڑھا ہے اس پر جہاد فرض عین ہو چکا ہے، اس میں عورت، مرد، عالم، جاہل، مسلح اور غیر مسلح سب کے سب شامل ہیں اور سب پر یکساں جہاد فرض ہو چکا ہے، انہیں چاہیے کہ امریکہ، اس کے اتحادی اور ان کے مسلمان کٹھ پتلیوں کے خلاف جہاد جاری رکھیں۔

ہم نے یہ کتاب اپنا دینی فریضہ اور دینی اہمیت کی پیش نظر لکھی ہے تاکہ غافل مسلمان اس حقیقت سے آشنا ہو جائیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار کے خلاف تلوار نہ اٹھائیں تو ان کی کوئی بھی عبادت اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگی۔

جہاد کی تعریف: جہاد کا لغوی معنی ہے طاقت اور استطاعت، یعنی وہ اپنی طاقت کے مطابق جہاد کرے۔

شرعی جہاد: کفر کے خلاف اپنی طاقت کے مطابق زبان, ہاتھ اور مال سے جہاد کرنا۔

جہاد کی فرضیت: اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۱۶)

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) ناپسند معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو ناپسند کرو، وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو بہتر سمجھو اور وہ تمہارے حق میں باعث خرابی ہو، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرہ: ۲۴۴)

اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (التوبہ: ۵)

مشرکین کو جہاں پاؤ مارو، اور پکڑو، اور باندھو اور ان کی تاک میں بیٹھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ (التوبۃ)

ان لوگوں کو مارو کہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر، اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے، اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں۔ یہاں تک ان سے لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

جہاد کی فرضیت کے بارے میں احادیث

1۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اُمرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوھا عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ))

مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس وقت تک کفار کے ساتھ قتال کروں جب تک کہ وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کا کلمہ نہ پڑھیں (یعنی اس کے مقتضی پہ عمل کریں) جب انہوں نے یہ کلمہ پڑھا تو انہوں نے اپنا خون اور مال مجھ سے محفوظ کرایا مگر اس کلمہ کے حق میں (شرعی حدود جیسا کہ قصاص وغیرہ) ان کا حساب اللہ پر ہے۔

(حدیث متواتر، صحیح البخاری ۶۹۲۴، مسلم کتاب الایمان: ۳۳، سنن النسائی: ۱۴/۵، ۷، ۱۷ والفظہ احمد فی المسند: ۲/۵۲۸، والترمذی ابواب الایمان: ۴/۱۱۷ وابوداؤد کتاب الجہاد: ۴/۱۰۱ وابن ماجہ ۱۲۹۵)

2۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الجہاد واجب علیکم مع کل امیرا بر کانَ او فاجراً، والصلواۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان اوفاجرا وان عمل الکبائر))

تم پر جہاد واجب ہے ہر امیر کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا فاجر، اور نماز بھی تم پر واجب ہے ہر نیک مسلمان اور فاجر امام کے پیچھے خواہ بڑے گناہوں کا مرتکب کیوں نہ ہو۔

(اخرجہ الدارقطنی: ۲/۶۵ رقم ۱۷۴۰۔ واسنادہ ضعیف ولکنہ یؤیدہ الاحادیث الصحیحۃ)

3۔ بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان کے ہاتھوں اسلام لانے کی بیعت کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر شرط لگادی کہ میں توحید کا کلمہ پڑھوں، پانچ وقت کی نماز ادا کروں، رمضان کے مہینے کے روزے رکھوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دوں، حج

کروں اور اللہ کی راہ میں جہاد کروں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں ان میں سے دو کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ زکوٰۃ تو اس لیئے نہیں دے سکتا ہوں کہ میرے پاس صرف دس اونٹنیاں ہیں جو میرے اہل عیال کے دودھ کی ضرورت پوری کرنے اور بار اُٹھانے کیلئے کام آتی ہیں۔ رہ گیا جہاد تو اس کے بارے میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جو شخص میدان جہاد سے بھاگ نکلا وہ اللہ کے غضب میں مبتلا ہو گیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہیں ہو جائے کہ جنگ کے وقت مرنا پسند نہ کروں اور میدان سے بھاگ جاؤں، رسول اللہ ﷺ نے میری ان باتوں کو سن کر میرے ہاتھ کو جھٹک کر فرمایا: اگر زکوٰۃ اور جہاد نہ ہو تو پھر جنت میں کس عمل پر داخل ہو گے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے ساتھ بیعت کرتا ہوں میں نے ساری کی ساری مذکورہ شرطوں کے ساتھ بیعت کرلی۔

4۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم))

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو اپنے مال، نفس اور زبان کے ذریعہ۔

(ابوداؤد: ۳/۲۲، واسناده على شرط مسلم، والنسائی ۶/۷، واحمد: ۳/۱۲۴، والدارمی: ۲/۲۱۳، وابن حبان باب الجہاد صفحة: ۳۹۰ موارده والحاكم: ۲/۸۱)

وضاحت: یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ ان مشرکوں (امریکیوں) اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اپنے مال کے ساتھ جہاد کرنا واجب ہے یعنی اپنے مال سے کفار کے خلاف لڑنے کیلئے مجاہدین کے لئے ہتھیار خریدنا، لباس، زادِ راہ، کارتوس اور دیگر ضروریات مہیا کرنا یہ سب کے سب مالی جہاد میں شامل ہے، اسی طرح زبان سے ان کفار کی برائی اور مذمت بیان کرنا، ان کی شکست کے بارے میں تبلیغ کرنا ان کے قانون کی مذمت کرنا یہ سب کے سب زبانی جہاد کے زمرے میں آتے ہیں جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اسی طرح ان کے خلاف میدان جہاد میں جا کر جنگ کرنا بہترین جہاد ہے۔

5۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اسلام کے آٹھ حصہ ہیں۔ شہادتین (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) نماز، زکوٰۃ، حج، جہاد، رمضان کے مہینے کا روزہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، وہ آدمی خسارے میں پڑ گیا جو اسلام کے ان حصوں میں سے کسی ایک حصہ کو بھی ادا نہ کیا۔

(المصنف ابن ابی شیبۃ: ۵/۳۵۲، وعبدالرزاق: ۵/۱۷۳، واسنادہ صحیح)

وضاحت: یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ جہاد اسلام کا ایک مستقل حصہ ہے، جس آدمی نے نہ پہلے جہاد کیا ہو اور نہ ہی اب کرتا ہے تو اس آدمی میں اسلام کا یہ حصہ نہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جو کہ قران اور حدیث کے عین مطابق ہو ضروری ہے لیکن وہ خود ساختہ تبلیغ جو آج کل جہاد کے خلاف یہود اور نصاری نے رائج کیا ہے، اس میں شامل نہیں، کیوں کہ یہ اسلام کے سربلندی کیلئے نہیں بلکہ یہود و نصاری کے بالادستی کیلئے ہے۔

تنبیہ: جہاد کی فرضیت کے بارے میں اور بھی کثیر تعداد میں آیات اور احادیث موجود ہیں لیکن یہاں اختصار کی خاطر ان پر اکتفا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

جہاد کی اقسام

آج کل کونسا جہاد فرض ہے:

اس سے پہلے کہ جہاد کے حکم کے بارے میں معلومات فراہم کریں یہ ضروری ہے کہ ہم فرض عین اور فرض کفایہ کو سمجھ لیں۔

1۔ **فرض کفایہ :** فرض کفایہ، یہ ہے کہ:

((اذا قام به من فيه كفاية سقط الحرج والاثم عن الباقين، فان تركه الجميع آثموا))

جب چند افراد شارع کی طرف سے عائد حکم پر عمل کریں تو دوسروں کے ذمے سے اس کا گناہ اور حرج ساقط ہو جائے گا، لیکن اگر سب لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔(مشارع الاشواق:۱/۹۸)

فرض عین: فرض عین اسے کہتے ہیں کہ دوسرے شخص کے کرنے سے یہ عمل اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہو گا۔ بلکہ ہر شخص پر لازمی ہے کہ یہ عمل خود سرانجام دے جیسا کہ نماز، روزہ و دیگر فرائض۔

جہاد دو طرح کا ہے

1۔ جہاد الطلب

2۔ جہاد الدفع

1۔ جہاد الطلب (کفری ملکوں کے اندر جہاد کرنا)

جہاد الطلب یہ ہے کہ کفری ممالک پر مسلمان مجاہدین سال میں ایکبار حملہ کر دیں تاکہ کفار مسلمانوں کو گزند اور تکلیف پہچانے کے قابل نہ رہیں، فرض کفایہ جہاد یہ ہے، کہ مسلمان کم از کم اپنی سرحدوں سے کفار پر حملہ کریں اور انہیں ڈرائیں، مسلمانوں کے امام پر لازم ہے کہ اس طرح کے حملے کیلئے مجاہدین روانہ کیا کرے، ایسے حملے سال میں ایک یا دو بار ضرور ہونے چاہئے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو

مسلمان گنہگار ہوں گے۔ لہٰذا علمائے اصول فرماتے ہیں کہ جہاد ایک قہریہ دعوت ہے جو ہر مسلمان پر حسب استطاعت واجب ہے، یہاں تک کہ صرف اور صرف مسلمان رہ جائیں، یا کافر وہ بھی اس شرط پر کہ وہ جزیہ دیں اور ذمی بن جائیں۔ (ابن عابدین ۳/۳۸ تحفۃ المحتاج علی المنہاج ۹/۲۱۳)

مختصر یہ کہ اس طرح کا جہاد فرض کفایہ ہے جو بعض مجاہدین کے انجام دینے سے دوسرے مسلمانوں کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔

2۔ **جہاد الدفع:** یعنی مسلمان ملکوں سے کفار کو روکنا۔ یہ جہاد فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض میں اسکا پہلا مقام اور مرتبہ ہے، ایسا جہاد ذیل کی حالتوں میں متعین ہے۔

پہلی حالت: جب کفار (امریکہ، انگریز یا ان کے اتحادی) مسلمانوں کے کسی ملک یا شہر پر حملہ آور ہو جائیں اور اس پر اپنا قبضہ جمالیں۔

دوسری حالت: جب کفار اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے۔

تیسری حالت: جب کفار مسلمانوں کے کچھ افراد کو پکڑ کر قید کر لیں۔

(پہلی حالت) کفار کا مسلمانوں کے ملک میں گھس آنا

اس حالت میں سلف اور خلف کے علماء، چاروں مذاہب کے فقہاء، محدثین اور مفسرین ہر زمانے میں اس بات پر متفق رہ چکے ہیں کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کے تمام افراد پر جہاد فرض عین ہے۔ اولاد پر اپنے والدین، عورت پر اپنے شوہر، اور مقروض پر اپنے قرض خواہ کی اجازت کے بغیر جہاد ضروری ہے۔ اگر ایسی حالت میں مسلمانوں نے سستی سے کام لیا اور جہاد کیلئے نہ نکلے تو انہوں نے فرض عین کو ترک کر دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

((واما قتال الدفع فهو اشد انواع الدفع الصائل عن الحرمة والدين واجب اجماع فالعدو الصائل الذى يفسد الدين والدنيا لاشئ اوجب بعد الايمان من دفعه فلايشترط له شرط كالزاد والراحلة بل يدفع بحسب الامكان وقدنص على ذلك العلماء اصحابنا وغيرهم))

قتال الدفع کا حکم بہت اشد اور سخت ہے اس لیئے کہ ایک ایسے دشمن کو روکنا جو مسلمانوں کی عزت، ناموس دین اور آزادی پر حملہ آور ہو چکا ہے فرض عین ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے، پس اس دشمن (امریکہ اور دوسری کفری طاقتوں کے ساتھ) جو دین اور دنیا کو فاسد کرتے ہیں ایمان کے بعد جہاد سے بڑھ کر کوئی چیز واجب نہیں، ایسے جہاد کیلئے زادِ راہ کی کوئی شرط نہیں بلکہ ہر مسلمان کو اپنی طاقت کے مطابق اپنا دفاع کرنا ہو گا۔

(اختیارات العلمیة ۴،۸۰۶ ملحق بالفتاوی الکبری)

اس امر پر چاروں مذاہب کے اقوال کہ مسلمانوں پر اس وقت جہاد فرض عین ہے۔

1۔ **مذہب ابو حنیفہ:** علامہ ابن عابدین شامی کہتے ہیں :

((فرض عین ان ھجم العدد علی ثغر من ثغورالاسلام فیصر فرض عین, کالصلاۃ والصوم لایسعہم ترکہ))

جب کافر دشمن (امریکہ اور اس کے اتحادی) افواج مسلمانوں کے کسی سرحد پر حملہ آور ہوجائیں تو اس صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوجاتا ہے نماز اور روزہ کی طرح جس کا چھوڑنا مسلمانوں کے لیئے کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

(حاشیہ ابن عابدین۲۳۸/۲بدائع الصنائع ۷/۷۲،البحرالرائق ۱۹۱/۵)

وضاحت: اس وقت تو بات مسلمانوں کی سرحدوں سے اتنی آگے نکل گئی ہے کہ پوری امت مسلمہ کے ممالک وحشی اور فاسد امریکیوں اور انگریزوں کے تسلط میں آگئے ہیں کیا اب بھی جہاد فرض عین نہیں ؟!

2۔ **مذہب مالکیہ:**

((ویتعین الجہاد بفجیی العدد علی کل احد وان مراۃ اوعبداً اوصبیا ویخرجون ولو منعہم الولی والزوج ورب الدین))

اگر کفار مسلمانوں پر ناگہانی حملہ کریں تو ان کے خلاف عورت، غلام اور بچہ پر بھی جہاد کرنا فرض عین ہوجاتا ہے، اگرچہ ان کے ولی، شوہر یا قرض خواہ کی طرف سے انہیں اجازت نہ ہو مگر پھر بھی انہیں ان کی اجازت کے بغیر جہاد کیلیئے نکلنا واجب ہے۔

(حاشیہ الدسوقی:۱۷۴/۲)

3۔ **مذہب شافعیہ:** علامہ الرملی کہتے ہیں:

((فان دخلوا بلدۃ لنا وصار بیننا وبینہم دون مسافء قصر فلیزم اھلہا الدفع حتی من الاجہاد علیہم من فقیر ولد وعبد ومدین وامراۃ))

اگر کفار ہماری شہر میں داخل ہوئے اور ہمارے اور ان کے درمیان شرعی قصر کے مسافت سے کم فاصلہ ہو تو اس شہر کے باشندوں پر ان کے خلاف لڑنا اور اپنے شہر کا دفاع کرنا واجب

ہے۔ اس حالت میں ان لوگوں پر بھی جہاد لازم ہو جاتا ہے جن پر پہلے جہاد لازم نہ تھا مثلاً فقیر، بچہ، غلام قرضدار اور عورت۔ (نہایۃ المحتاج :۸/۵۸)

وضاحت: نماز کیلئے قصر مسافت کا اندازہ تو کجا اب تو کفار نے مسلمانوں کے ملکوں پر مکمل قبضہ کر رکھا ہے مثلا افغانستان، عراق، اور دوسرے ملکوں میں اپنی اپنی حکومتیں بنا کر انہیں اپنے زیر تسلط لائے ہیں۔ کیا اب بھی جہاد کیلئے ہمیں وسائل چاہیے۔

4۔ **مذہب حنبلیہ:** شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

((اذا دخل العدو بلاد الاسلام فلاریب انه یجب دفعه علی الاقرب فالاقربُ اذا بلاد الاسلام کلها بمنزلة البلدة الواحدة وانه یجب النفیر الیه بلا اذن والدٍ ولاغریمٍ ونصوص احمد صریحة بهذا))

جب دشمن (کفار) مسلمانوں کے کسی شہر پر حملہ آور ہو جائیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کا نکالنا اور ان کے خلاف لڑنا واجب ہے قریب کے لوگوں پر، یا ان کے قریب جتنے لوگ موجود ہوں، کیوں کہ مسلمانوں کی سارے شہر ایک شہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تو ان حملہ آور دشمن کے خلاف جہاد کرنے کیلئے نکلنا بلاشک اپنے والدین اور قرض خواہ کی اجازت کے بغیر واجب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال اس بارے میں صریح ہیں۔

(الاختیار لعلمیة من الفتاوی الکبری ۴/۶۰۸)

خلاصہ: چاروں مذاہب کے فقہاء کے اقوال سے معلوم ہوا کہ، آج کے دور میں امریکہ اور انگریزوں نے سارے اسلامی ملکوں پر کسی نہ کسی طریقے سے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور ان چاروں مذاہب کے اقوال کی روشنی میں جہاد فرض عین ہے، اور تمام مسلمانوں خواہ مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا بچہ سب پر جہاد فرض عین ہے انہیں چاہیئے کہ اپنی طاقت کے مطابق جہاد میں شریک ہو جائیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کو اپنی طاقت سے زیادہ کام کرنے کیلئے مکلف نہیں کیا ہے۔ (لایکلف الله نفسا الا وسعها)

اس قسم کے جہاد کو نفیر عام کہا جاتا ہے یعنی سارے مسلمانوں پر خواہ معذور ہی کیوں نہ ہو اپنی استطاعت کے مطابق جہاد کرنا فرض عین ہے۔

☆☆☆☆

نفیر عام کے مسائل

آج کل کے دور میں جہاد کے لیئے نفیر عام یعنی عمومی قیام ذیل کے دلائل کے روشنی میں فرض عین ہے۔

دلیل نمبر 1: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(التوبة:۴۱)

نکل پڑو خواہ تھوڑے سامان سے (ہو) اور خواہ زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیئے بہتر ہے۔

وضاحت: اس آیت میں ہر حالت میں قتال کی فرضیت وارد ہو چکی ہے۔

مفسرین کے نزدیک (خفافا و ثقالا کے بارے میں تقریبا دس اقوال موجود ہیں۔)

خفافا اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس تھوڑا سا ہتھیار ہو اور ثقالا اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس زیادہ ہتھیار ہو، نیز خفافاً اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے جس کے پاس مال دولت نہ ہو بلکہ غریب ہو ثقالاً اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس مال دولت ہو یعنی امیر ہو۔ خفافا اس آدمی کو بھی کہا جاتا ہے جو شادی شدہ نہ ہو اور ثقالاً اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس نے شادی کی ہو اور بال بچہ دار ہو۔ خفافاً صحت مند اور ثقالاً وہ بیمار جس کی بیماری زیادہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن کریم میں ان لوگوں کے بارے میں عذاب کا ذکر کیا ہے جو نفیر عام میں بھی جہاد کے لیئے اپنے گھروں سے نہیں نکلتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ﴾ (التوبۃ:۳۹)

اگر تم نہ نکلو گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو سخت عذاب دے گا۔ اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کرے گا، اور ان سے اپنا کام لے گا اور تم اللہ کے دین کو ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کو اپنے دردناک عذاب سے ڈرایا ہے جو جہاد کو نکلنے کیلئے حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے کاروبار میں مصروف ہیں، یا ہم تو علماء ہیں اور مدرسوں میں تدریس کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث کا ترجمہ لوگوں کو سناتے ہیں۔ اس طرح کے دوسرے بہانے جو عوام اور خواص پیش کرتے چلے جارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اوپر مذکورہ آیت میں ان ساری معذرتوں کو مسترد کرکے جہاد کو فرض عین قرار دیا ہے۔ جو لوگ اس وقت بھی کفار خصوصاً امریکہ کے خلاف جس نے افغانستان اور عراق پر ناروا قبضہ کر رکھا ہے جہاد کیلئے تیار نہیں ہوتے ہیں وہ لوگ اس آیت کے رو سے عذاب کے مستحق ٹھہر جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب کفار نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے: ﴿وان استنصروا کم فی الدین فعلیکم النصر﴾ اگر یہ مسلمان جن پر کفار نے حملہ کیا ہے تم سے امداد طلب کرے تو تم پر ان کا تعاون کرنا واجب ہو گا، جیسا کہ محمد ﷺ نے بھی امر کیا ہے کہ جب کوئی مظلوم مسلمان آپ سے تعاون چاہے تو ان کی حسب طاقت مالی اور جانی مدد کرو، خواہ زیادہ ہو یا کم۔ پیدل کی صورت میں ہو یا سواری کی صورت میں، جیسا کہ جب غزوہ خندق میں کفار نے مسلمانوں پر

حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے کسی بھی فرد کو جہاد سے رک جانے کی اجازت نہیں دی۔(مجموع الفتاوی ۳۵۸/۲۸)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
سعید بن المسیب رحمہ اللہ جہاد کیلئے نکلے وہ ایک آنکھ سے محروم تھے۔ کسی نے کہا: آپ تو بیمار ہیں؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب کو جہاد کیلئے حکم دیا ہے خواہ وہ خفاف ہو یا ثقال اگر میں جہاد نہ کر سکا تو کم از کم مسلمانوں کی لشکر کی تعداد تو بڑھا سکتا ہوں نیز ان کی مال ومتاع کی حفاظت تو کر سکتا ہوں۔(قرطبی:۱۵۰/۸)

فائدہ: افسوس صد افسوس کہ آج امریکہ اور اس کے اتحادی افواج مسلمانوں کو جنگ کی دعوت دیتی ہیں لیکن ہم بہترین صحت کے باوجود ان کے مقابلے کیلئے نکلنا پسند نہیں کرتے بلکہ اپنے کاروبار میں مگن ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد اربوں تک پہنچ چکی ہے لیکن افسوس کے جہاد کے مقدس اور عظیم فریضہ سے محروم ہیں۔ آخر ہم قیامت کے خوفناک دن اللہ کے حضور میں کیا عذر پیش کریں گے؟ اس بارے میں سوچنا چاہیے۔

دلیل نمبر 2 : اللہ تعالیٰ اپنے کلام قران کریم میں فرماتے ہیں :
قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾(التوبة: ۳۶)
اور ان مشرکین سے سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور (یہ) جان رکھو، کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے۔

امام ابن العربی رحمہ اللہ کہتے کہ "كَآفَّةً" معنی ہے۔

((محيطين بهم من كل جانب وحالة))
یعنی ان کو ہر طرف سے ہر حالت میں اپنے گھیرے میں لے لو۔

(الجامع الاحکام القران: ۸/۱۵۰)

دلیل نمبر 3 :اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾(الانفال:٣٩)

اور تم ان کفار (عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین خالص اللہ کا ہو جائے۔

یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے :

جب امریکہ اور انگریز مسلمان ملکوں پر قبضہ کر لیتے ہیں تو وہاں شرک، یہودیت، نصرانیت، زنا اور بے دینی کو رائج کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے عقیدے کی حفاظت کرے۔ اور یہ کام اس وقت ممکن ہوسکتاہے جب ہر مسلمان جہاد کیلئے کمر ہمت باندھ لے، تاکہ دین، عقیدہ، نفس، عزت اور مال وجان کی حفاظت ہو سکے۔

اگر جہاد نہ ہو تو ان سب خطرات کا سامنا کرنا ہو گا، جیسا کہ آج کل افغانستان اور پاکستان میں بہت سے مسلمان یہودیوں کے ایجنٹ بن گئے ہیں اور یہ سب عدم جہاد کا نتیجہ ہے۔(والی اللہ المشتکی)

دلیل نمبر 4 :رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :

((لاهجرة بعد الفتح ولكن جهادٌ ونية فاذا استنفرتم فانفروا))

نہیں ہجرت فتح کے بعد مکے سے مدینے کی طرف مگر جہاد اور نیت ہے (یعنی جہاد ہمیشہ جاری رہیگا) اور جب تم سے جہاد کیلئے نکلنے کو کہا جاے تو جہاد کے لیئے نکلو۔

(صحیح البخاری: ٥٤)

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر وہ شخص جو مسلمانوں کی کمزوری سے مطلع ہو گیا کہ کفار کے مقابلے میں وہ کمزور واقع ہوئے ہیں اور اس بات سے بھی واقف ہوا کہ عنقریب کفار مسلمانوں پر غلبہ حاصل کریں گے۔ یہ شخص مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرنے پر قادر بھی ہے تو اس پر واجب ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرے اور جہاد کیلئے اپنے گھر سے نکلے۔(فتح الباری:٦/٣٠)

وضاحت : علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ اگر مشرق میں کوئی مسلمان موجود ہو اور مغرب میں کوئی مسلمان کفار کے ظلم واستبداد کا شکار ہو چکا ہو تو اس شخص پر اس مظلوم مسلمان کی مدد کرنا فرض ہے اور اسے حتی المقدور کفار کے خلاف لڑنا چاہیے۔

دلیل نمبر 5: کوئی بھی دین جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ پانچ چیزوں کی حفاظت کیلئے اترا ہے۔

1۔ دین
2۔ نفس
3۔ عزت اور آبرو
4۔ عقل
5۔ مال

یعنی: مذکورہ پانچوں چیزوں کی حفاظت کرنا لازمی ہے۔

اگر ان پانچ چیزوں میں سے ایک چیز کی حفاظت نہیں ہوتی ہے تو پھر اس کی حفاظت کیلئے جہاد اور قتال درکار ہے، اسی وجہ سے اسلام نے حملہ آوروں کا مقابلہ اور دفاع کرنے کی اجازت دی ہے۔ مثلاً جب کوئی چور تمہارا مال چوری کرنا چاہتا ہے تو آپ اس کے خلاف لڑیں گے۔

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: اگر یہ چور مجھ سے مال لینا چاہے تو میں کیا کروں ؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: {قاتله} یعنی اس کے ساتھ جنگ کرو، اس نے پوچھا آگر وہ مجھے مار ڈالے تو ؟۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں جاؤ گے اور اگر وہ قتل ہو گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

جمہور علما کے ہاں جو بھی کسی کے مال اور جان پر تجاوز کرتا ہے تو اس کے خلاف اپنے دفاع کے لیئے لڑنا لازمی اور ضروری ہے اگر حملہ آور مسلمان ہو تو اسے بھی قتل کرنا چاہیے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

جو آدمی اپنے مال کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ اور جو شخص اپنی جان کو بچاتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ جو شخص اپنے دین کے خاطر قتل ہوا وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل وعیال کے دفاع کی خاطر قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

(صحیح البخاری: ۲۴۵۲۔ مسلم: ۱۶۱۰، احمد: ۱۶۵۲۔ صحیح الترمذی: ۱۱۴۸، الدارمی: ۲۶۰۶، جمع الفوائد: ۲/۴۷۹ رقم: (۶۱۴۴)

علامہ جصاص رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس امر میں بالکل اختلاف نہیں کہ اگر ایک شخص دوسرے شخص پر بے گناہ قتل کرنے کیلئے تلوار اٹھائے تو مسلمانوں پر اس شخص کا قتل کرنا لازم ہے۔ (احکام القران: ۱/۲۴۰۲)

جب کوئی حملہ کرنے والا یا چور قتل کیا جائے تو وہ سیدھا جہنم میں چلا جائے گا خواہ وہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ اب آپ خود غور کرلیں کہ جب حملہ آور وحشی اور زناکار کفار ہوں اور وہ حملہ کرکے مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کرلیں ان کے دین عزت وآبرو کے بے حرمتی کریں، عورتوں اور مردوں پر جنسی تجاوز کریں تو کیا ان کے خلاف جہاد کرنا فرض عین نہیں بن جاتا۔؟

دلیل نمبر6: اگر کفار مسلمانوں میں سے کچھ افراد کو پکڑ کر انہیں اپنے لیئے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاکہ مسلمان مجاہدین ان پر حملہ نہ کرسکیں، تو اس صورت میں بھی مسلمانوں پر جہاد لازم اور فرض عین ہے اگرچہ حملے کے نتیجے میں یہ قیدی مسلمان بھی قتل ہو جائیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر کفار جماعت میں صالح اور نیک مسلمان بھی موجود ہوں اور ان کے قتل کرنے کے علاوہ کفار کے خلاف جہاد کرنا ممکن نہ ہو تو ان مسلمانوں کو بھی قتل کرنا جائز ہے، کیوں کہ دین کے تمام آئمہ اس امر پر متفق ہیں کہ اگر کفار مسلمانوں کو اپنے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کررہے ہوں تو مجاہدین کو جائز ہے کہ ان سب کو قتل کردیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:

اگر حملہ آور مسلمان کا دفاع اس کے قتل کے بغیر ممکن نہ ہو تو اسے قتل کرنا جائز ہے اس بات پر سنت اور اجماع دونوں متفق ہیں، خواہ دفاع کرنے والے کا مال ایک دینار کیوں نہ ہو، کیوں کہ حدیث شریف میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص اپنے مال کے دفاع کی حالت میں قتل ہوا وہ شہید ہے۔(مجموع الفتاوی ۲۸/۵۳۷)

وضاحت: جب ان مسلمانوں کا قتل کرنا جو کفار انہیں اپنے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں جائز ہے تو کیا اب جبکہ امریکی اور اس کی اتحادی فوجی وطن فروش خلقیوں، پرچمیوں، افغان ملتیوں اور بعض سابقہ مرتد مجاہدین کو اپنے ساتھ ملائے ہوئے ہیں کیا ان کا قتل کرنا جائز نہیں؟ اس کے باوجود کہ وہ ان کے کفر پر راضی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے آئے ہیں۔

لعنت ہو ایسے لوگوں پر جو یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

دلیل نمبر 7: اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا فَاِنۡ بَغَتۡ اِحۡدٰہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ﴾ (الحجرات:۹)

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلاح کرادو پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے، پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کا خیال رکھو بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔

استدلال: جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک باغی مسلمان طائفے کے خلاف قتال کرنا لازم قرار دیا ہے تاکہ مسلمان متحد رہیں اور ان کی عزت و آبرو محفوظ ہو، تو کیا ظالم اور متجاوز کفار کے خلاف

جنہوں نے اسلامی ملکوں پر قبضہ کر رکھا ہے، دین اسلام کی توہین کرتے ہیں اور مسلمان عورتوں کی عزت پہ ڈاکہ دالتے ہیں جہاد فرض اور ضروری نہیں؟ سو فیصد فرض ہے۔

دلیل نمبر8: اللہ تبارک وتعالیٰ کا گرامی ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (المائدة: ٣٣)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں یا زمین سے نکال دیئے جائیں یہ ان کیلئے دینا میں سخت رسوائی ہے اور ان کو آخرت میں عذاب عظیم ہو گا۔

استدلال: مذکورہ حکم ان اشخاص کے بارے میں ہے جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرتے ہیں، مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں، مسلمانوں کو تنگ کرتے ہیں، زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، لوگوں کے مال اور عزت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرنین کے خلاف اقدام کر کے انہیں قتل کیا۔ جب مسلمان ڈاکو اور متجاوز کے خلاف یہ عمل کرنا لازمی ہے تو پھر کیا زناکار، ظالم، بے حیا اور متجاوز امریکی اور انگریزی فوج کے خلاف جو بہ زور وزبردستی ملکوں پر قبضہ جما رکھا ہے۔ مسلمانوں کے دین عزت و آبرو کو خراب کر دیتا ہے۔ تو کیا اب بھی مسلمانوں پر کفار کے خلاف جہاد فرض عین نہیں ہوا ہے؟! ہلاکت ہو ان لوگوں کیلئے جو اب بھی جہاد کرنے سے کتراتے ہیں اور مجاہدین کو برا بھلا کہتے ہیں۔

جب تک مقاصد مسلمانوں کو حاصل نہ ہوئے ہوں ان پر جہاد فرض عین ہے۔

اب تک وہ دلائل بیان ہوئے جو جہاد کے فرض عین ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اب وہ اسباب و مقاصد بیان کئے جاتے ہیں جن کے حصول تک جہاد کا جاری رہنا فرض ہے۔

پہلا مقصد: جب تک کہ کفار کی شوکت وطاقت، رعب و دبدبہ اپنی جگہ موجود ہو اور وہ اسلام کے قلع قمع کرنے کیلئے کوشاں ہوں، مسلمان ان کے خوف اور فتنے سے مامون نہ ہوں، جہاں بھی کافر اسلام لائے اسے تکلیف اور اذیت دینے سے دوچار کرتے ہیں۔ تو ایسے وقت میں کفار کے ساتھ جہاد کرنا فرض عین ہے تاکہ اسلام لانے والوں کے لیئے راستہ ہموار ہو جائے اور کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

دلیل : اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ (البقرہ:۱۹۳)

اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ (شرک) نہ رہے (اور ان کا) دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جائے۔ اور اگر وہ لوگ (کفر سے) باز آجائیں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنے والوں کے۔

استدلال: یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جب تک شرک اور کفر موجود ہو یا کفار کی طرف سے مسلمانوں کو ڈرانے دھمکانے اور تکلیف پہنچانے کا خطرہ موجود ہو تو ان کے خاتمے تک جہاد جاری رہنا چاہیئے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا مذکورہ عوامل ختم ہو چکے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ختم نہیں ہوئے بلکہ اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا اب بھی کفار کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

دوسرا مقصد: اسلام کا غلبہ: جب تک کہ پوری دنیا پر اسلام غالب نہ ہو جائے۔ ہر جگہ اللہ کا قانون نافذ نہ ہو جائے، طاغوتی، جمہوری، اور کفری نظام کا خاتمہ نہ ہو جائے تو اس وقت تک مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔

استدلال: آیت کے الفاظ: ﴿وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ﴾ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس وقت تک جہاد فرض عین ہے جب تک کہ تمام کی تمام تر اطاعت اللہ کے لیئے نہ ہو جائے۔ (یعنی الٰہی قانون نافذ نہ ہو جائے) لہٰذا جب تک طاغوتی نظام موجود ہو اور لوگ طاغوتی جمہوری نظام کے لیئے دوڑ دھوپ میں

لگے ہوئے ہوں، اللہ کے نازل کردہ نظام کو پس پشت ڈالا ہو تو یہ لوگ اسلام سے خارج اور کافر ہیں اور ان کے خلاف جہاد اور قتال فرض عین ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

((اُمرتُ اَن اُقاتل الناس حتی یشھدُوا ان لا الہ الااللہ وان محمدرسول اللہ ویقیموا الصلوۃ ویوتو الزکاۃ۔فاذافعلوا ذلك عصمو منی دماءھم واموالھم الابحق الاسلام وحسابھم علی اللہ))

مجھے امر ہوا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کریں اور اپنے مال کی زکوٰۃ دیں۔ جب انہوں نے یہ کام انجام دیا تو انہوں نے مجھ سے اپنا خون اور مال کو محفوظ کرایا۔ مگر اسلام کے حق میں، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

(حدیث متواتر متفق علیه والاربعة عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ: الصحیحة۴۰۷وصحیح الجامع ۱۳۷۰)

استدلال: مذکورہ آیت اوراحادیث نبوی اس بات پر صریح دلالت کرتی ہیں کہ جب تک اس سرزمین پر شرک اور کفر موجود ہو ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے، جب شرک اور کفر مٹ گیا تو پھر جہاد فرض نہیں رہے گا۔

☆☆☆☆

جہاد کا دوسرا مقصد کفار سے جزیہ لینا ہے

جب تک کہ ساری دنیا کے مشرک اور کفار اسلام کے آگے سر خم تسلیم نہ کریں تو انہیں اتنا ذلیل کیا جائے گا کہ وہ مسلمانوں کو جزیہ (ٹیکس) دینے کیلئے آمادہ ہو جائیں، اگر وہ اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو پھر ان کے خلاف جہاد اور قتال فرض عین ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾(التوبۃ:۲۹)

اہل کتاب جو کہ نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے۔ اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

مذکورہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کفار ایمان نہ لائیں اور جزیہ بھی نہ دیں تو اس صورت میں ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے، لیکن افسوس کہ آج معاملہ برعکس ہے، کفری طاقتیں مسلمانوں کے تیل اور خزانوں پر قابض ہیں اور مسلمان انہیں جزیہ دے رہے ہیں۔

یہ سب جہاد چھوڑنے اور جنگی حکمت عملی سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ (واللہ المشتکیٰ)

چھٹا سبب: کمزور مسلمانوں سے تعاون کرنا: جب تک کہ عالم اسلام میں کفار کی طرف سے کسی ایک مسلمان پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری ہو تو اس کو کفار کے چنگل سے نجات دلانے کے لیئے جہاد فرض عین ہے۔

دلیل : اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (النساء:۷۵)

اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کی خاطر سے جن میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں اور ہمارے لیئے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجئے۔ اور ہمارے لیئے غیب سے کسی حامی کو بھیج۔

استدلال: یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جب تک مسلمان کفر کے ہاتھوں میں مظلومیت کی زندگی گذار رہے ہوں، ان پر کفار کا تسلط ہو تو ان کو ان کے چنگل سے نجات دلانے کی خاطر جہاد فرض عین ہے جب تک وہ کفار کے تسلط سے آزاد نہ ہوئے ہوں انکے خلاف جہاد فرض عین رہیگا، اب آپ خود اپنی انکھوں سے دیکھیں کہ کتنے لوگ جن میں عورتیں، بچے جوان بوڑھے علماء اور نیک لوگ بھی شامل ہیں کفار کے غلبہ کے ماتحت زندگی گذار رہے ہیں۔ کیا اب بھی مسلمانوں پر جہاد فرض عین نہیں۔؟

پانچواں مقصد: مسلمان شہیدوں کا انتقام لینا

جب تک کفار سے شہیدوں کا انتقام نہ لیا گیا ہو تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔ ہاں اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو شہید کرے تو دینی اخوت کی بنا پر اس کیلئے دیت اور معافی کی گنجائش موجود ہے۔ مگر کفار کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں قتل کیا جائے گا اگر کافر مسلمان ہو جائے تو اسے معاف کیا جائے گا۔ اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ (البقرۃ ۱۷۸)

اے مومنو! تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین کے بارے میں۔

وضاحت: سن ٦ ہجری میں جب رسول اللہ ﷺ عمرہ ادا کرنے کی خاطر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو مکے کے مشرکوں نے آپ ﷺ کو منع کیا، رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے سفیر بنا کر مکہ روانہ کیا۔ مکہ والوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں روک لیا۔ مسلمانوں کو یہ خیال آیا کہ مکہ والوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب ہم جنگ کے بغیر مکہ نہیں جائینگے، آپ ﷺ نے "١٤٠٠" اصحاب کرام سے جہاد کرنے کی بیعت لی، مکہ کے کفار جب یہ بات سن لی تو عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ (مختصر سیرت الرسول وسیرت ابن ھشام)

استدلال : یہ واقع صراحتاً اس بات پر دلیل ہے کہ اصحاب کرام سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت لینا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر اپنی خوشی اور رضا کا اظہار کرتے ہوے فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:١٨)

بے شک !اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جس وقت وہ تمہارے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

سن ٨ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر ازدی بصرہ کے حاکم کیلیئے ایک خط دیدیا۔ راستے میں شرجیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر کی طرف سے شام میں بلقاء کے علاقے کا گورنر تھا اسے پکڑ کر شہید کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی شہادت کی خبر پہنچی تو بہت پریشان اور دلگیر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں تین ہزار مجاہدین جہاد کے لیئے تیار کیئے، اتنا بڑا لشکر غزوہ خندق کے علاوہ کسی اور جنگ کے لیئے تیار نہیں کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جس مقام پر حارث بن ازدی کو قتل کیا گیا ہے وہاں جا کر پہلے اس علاقے کے رہنے والوں کو اسلام کی دعوت دیں، اگر اسلام کی دعوت کو قبول کیا تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ سے امداد اور نصرت کی دعا مانگیں اور ان کے خلاف جنگ کا آغاز کریں، یہ جنگ جنگ موتہ کے نام سے مشہور ہے جو تین ہزار مجاہدین نے دو لاکھ کفار کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے تین امیر پے درپے

شہید ہوئے۔ اور پھر سیف اللہ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے مسلمان مجاہدین کی قیادت سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے اسے فتح اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔ (الرحیق المختوم)

مذکورہ : دونوں واقعات اس بات کی دلیل ہیں۔ کہ جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے قتل کے وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اتنے زیادہ مجاہدین کو جنگ کیلئے بھیجا۔ تو اب علماء حضرات مدرسوں میں پڑھنے والے طلبہ، تاجروں، تبلیغیوں اور دین کے دوسرے ٹھیکہ داروں سے پوچھا جاتا ہے کہ عراق، افغانستان اور گوانٹانامو میں کتنے مجاہدین شہید کئے گئے ہیں؟ کتنے علماء القاعدہ کے الزام میں گرفتار اور قتل کے گئے ہیں؟ کیا اب بھی جہاد فرض عین نہیں؟ کیا ان کا بدلہ اور قصاص لینا ہم پر فرض نہیں۔؟

چھٹا سبب: معاہدے کو توڑنے کی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد کرنا فرض ہے۔

اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کرے مگر پھر توڑ ڈالیں تو اس کے خلاف بھی جہاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴾ (التوبۃ: ۱۲)

اور اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں، اور تمہارے دین (اسلام) پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاویں ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو، کیونکہ (اس صورت میں) ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔

استدلال : اس آیت میں جہاد کے دو اسباب مذکور ہیں ایک معاہدہ توڑنا دوسرا دین پر طعن لگانا۔ اس وقت دونوں اسباب امریکیوں اور انگریزوں میں موجود ہیں۔ عہد توڑنے والے بھی ہیں اور دین پر لعن طعن بھی کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلام عورتوں کو حقوق نہیں دیتا اور کبھی کہتے کہ کہ چوروں کا ہاتھ کاٹ کر ظلم کرتا ہے۔ سب سے بڑا طعن یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے بارے میں کہتے

ہیں۔کہ یہ فساد سے پُرکتاب ہے لہٰذاانہوں نے قرآن پاک کو کئی بارکوڑے کرکٹ میں دفنایاہے۔(نعوذباللہ)

اے اسلام کے دعویدارو! کب تک تم خواب غفلت میں پڑے رہوگے؟ آخر اللہ جل جلالہ کو کیا جواب دوگے۔اللہ کے حضور میں قرآن کریم تمہارے خلاف کتنی شکایت کرے گا۔؟

آیت میں یہ دلیل بھی موجود ہے کہ کفر کے اماموں کو قتل کرنا چاہیے۔جو کفر کو اپنے ملک میں لایاہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مجاہد کیوں نہ کہے ان کا قتل کرنا اللہ کی طرف سے ہم پر فرض ہے۔آیئے اس فرض کو ادا کرنے کیلیئے طاغوتی نظام اور ان کے حامیوں کے خلاف اللہ کی رضاحاصل کرنے کی خاطر جہاد کریں تاکہ پوری اطاعت اللہ کے لیئے خاص ہو جائے۔

﴿قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ,وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَ يَتُوْبُ اللهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَ اللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(التوبة:۱۴،۱۵)

ان سے لڑو(اللہ تعالیٰ کاوعدہ ہے کہ)ان کو تمہارے ہاتھوں سزادے گا، اور ان کو ذلیل (وخوار)کرے گا۔ اور تم کو ان پر غالب کرے گا اوبہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفادے گا۔ اور ان کے قلوب کے غیظ(وغضب)کو دور کرے گا۔ اور جس پر منظور ہو گا اللہ تعالیٰ توجہ(بھی)فرماوے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور ان کے حامیوں کے ساتھ جہاد کی چھ بشارتوں کاذکر کیاہے۔

1۔ یہ کہ تم کفار کے لیئے الٰہی عذاب بنوگے۔
2۔ یہ کہ اللہ انہیں رسوااور ذلیل کریں گے۔
3۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

4۔ یہ کہ مومنوں کے دل ٹھنڈے ہو جائیں۔(ایسا نہ کہ بستر ہ اٹھانے والوں کی طرح کہ جب کوئی باغی ہلاک ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ کلمہ کے بغیر کیوں مرا) کامل مومن اس وقت بن سکتا ہے کہ کافر کے ہلاک ہو جانے پر اس کا دل ٹھنڈا ہو جائے۔

5۔ یہ کہ کافروں کے دلوں سے غصہ ختم ہو جائے۔

6۔ یہ کہ کچھ کفار ایمان لے آئینگے۔

رسول اللہ ﷺ نے سن ۶ ہجری میں مکے کے قریش کے ساتھ دس سال کیلئے صلح کی اس صلح میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ شرائط ان کی بھی قبول کیں جن پر مسلمان خوش نہ تھے۔ لیکن جب مکہ کے قریش نے سن ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بنو خزاعہ قبیلے کے ساتھ فوجی کاروائی میں حصہ لیا اور صلح کے اس معاہدے کو توڑ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار جانبازوں کو تیار کر کے مکے پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں مکہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔

یہ بھی صریح دلیل ہے کہ عہد شکن کفار کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

اس وقت امریکہ اور اس کے اتحادی کفار نے افغانستان پر بڑا حملہ کیا ہے ان کے ہزاروں فوجی افغانستان میں مسلمانوں کے قتل عام میں مصروف ہیں لیکن افسوس کہ بہت سے افغان اور دوسرے مسلمان خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔

ساتواں سبب: اپنی جان کی خاطر بھی جہاد فرض عین ہے۔

جب کفار کسی مقام پر مسلمان پر حملہ کریں تو ان کے دفاع کی خاطر جہاد فرض عین ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾(البقرۃ:۱۹۳)

اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے قتال کرو جو تمہیں قتل کرڈالتے ہیں، اور تجاوز مت کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وضاحت: جب غزوہ خندق میں کفار نے مدینہ پر حملے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو جہاد کرنے کا حکم فرمایا:

جب تبوک کے مقام پر کفار نے پڑاؤ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے پوری سرزمین عرب کے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ باہر نکل کر ان کے خلاف جنگ کریں رسول اللہ ﷺ کا یہ اقدام اس بات پر دلیل ہے کہ جب کفار مسلمان علاقے پر حملہ کریں تو پھر پورے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس کی دلائل نفیر عام کے عنوان کے تحت گذر چکے ہیں۔

آٹھواں سبب: کفار نے مسلمانوں کے جن علاقوں پر قبضہ جمایا ہے ان کو آزاد کرانے کیلئے کفار کے ساتھ جہاد فرض عین ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ﴾(البقرۃ:۱۹۱)

ان کو قتل کرو جہاں ان کو پاؤ، ان کو نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے۔

سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کے خلاف طالوت کی قیادت میں جس جہاد کا ذکر ہوا ہے یہ جہاد بھی مسلمانوں کے ان علاقوں کو آزاد کرانے کیلئے تھا جو کفار نے مسلمانوں سے بزور وزبردستی اپنے قبضے میں لئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کی کہانی ان کی زبانی یوں بیان کی ہے:

﴿وَ مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا﴾ (البقرہ:۲۴۶)

ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال نہ کریں حالانکہ ہمیں اور ہماری اولاد کو اپنے گاؤں سے نکالا گیا ہے۔

اس کے باوجود کے کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔

اسباب جہاد کا خلاصہ

اب ہم علی الترتیب قارئین کرام کے سامنے مذکورۃ الصدر اسباب کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

1۔ جب تک شرک، یہودیت، نصرانیت اور دہریت کا قلع قمع نہ ہوا ہو یا مسلمانوں پر ان کی طرف سے ظلم و بربریت کا خاتمہ نہ ہو گیا ہو تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا، اس وقت یہودیت، نصرانیت اور دہریت کا قانون ختم ہو چکا ہے؟ آیا کفار کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم اور بربریت کا سلسلہ رک گیا ہے۔؟

کیا امریکی اور اس کے اتحادی افواج کے ظلم اور ستم سے افغانستان اور عراق کے بے گناہ مظلوم عوام نجات پا چکے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ روزانہ سینکڑوں بے گناہ اور نہتے مسلمان عوام ان کے ہاتھوں قتل ہوتے ہیں۔ اسرائیل فلسطینی عوام پر روزانہ بمباری اور گولہ باری کر کے درجنوں کو شہید اور زخمی کر دیتے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس حالت میں ہمیں جہاد چھوڑنے کی اجازت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیدی ہے۔؟!!

2۔ جب تک کہ اسلام غالب اور کفر مغلوب نہ ہو گیا ہو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔

ہر کسی کو پتہ ہے کہ عالم کفر اس وقت مسلمانوں پر غالب ہے، نام نہاد اسلامی ملکوں میں ان کا نظام لاگو ہے۔ اسلامی ملکوں میں ان کے پٹھو اور غلام حکومت کے سربراہ ہیں۔ سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور کچہریوں میں ان کا قانون نافذ ہے۔

کیا اس کے باوجود جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں پھر بھی مسلمانوں پر جہاد فرض عین نہیں؟ تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو اس حالت میں بھی جہاد کو فرض عین نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس وقت جہاد فرض کفایہ ہے۔

3۔ جب تک کفار کی موجودہ حکومتیں قائم ہوں تو ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کے خلاف اپنا جہاد جاری رکھیں اور اس وقت تک جرات اور بہادری سے لڑیں جب تک کے طاغوتی نظام ٹوٹ کر ختم نہ ہو جائے۔

4۔ اگر دنیا کے کسی بھی گوشہ اور خطے میں کفار کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم اور استبداد ہو رہا ہو جیسا کہ عراق، افغانستان، کشمیر، فلپائن، چیچنیا، بوسنیا، پاکستان، افغانستان، سعودی عرب، شام، یمن، مصر اور ایران جیسے ملکوں میں مسلمانوں کو القاعدہ کے نام سے پکڑ کر انہیں قتل اور قید کیا جاتا ہے۔ جب تک ان ممالک کے حکومتی سربراہوں اور کفر کے اماموں کا خاتمہ مجاہدین کے ہاتھوں نہ ہو جائے ان کے خلاف جہاد کرنا فرض عین ہے اور ہر مسلمان مومن پر لازم ہے کہ اس طرح کی حکومتوں کا تختہ الٹ کر اقتدار مسلمانوں کے حوالہ کر دیں۔

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

﴿قاتلوا ائمة الكفر﴾ ”کفر کے سربراہوں کو قتل کر ڈالو۔“

﴿وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة﴾ ”انہیں (کفار) کو قتل کرو تاکہ فتنے کی جڑ کاٹ دی جائے۔“

5۔ کیا ہم نے اب تک اپنے مسلمان بھائیوں کا انتقام لیا ہے جو کفار اور ان کے بغل بچوں کے ہاتھوں شہید کئے جا چکے ہیں؟۔ نام نہاد مسلم ممالک کے حکمرانوں نے آج تک کتنے مسلمانوں کو پکڑ کر امریکیوں کے حوالہ کیا ہے جنہیں شہید کیا گیا ہے؟۔

کیا ان کا انتقام لینا ہم پر فرض نہیں؟۔ کیا ان نوجوانوں اور عورتوں کی نجات اور ان کا بدلہ لینا جو امریکیوں کی گوانٹانامو جیل سمیت مختلف جیلوں میں قید ہیں اور وحشی امریکی درندے ان کی عزت و آبرو پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ہم پر فرض عین نہیں؟۔

اے تبلیغ کے نام پر بستر اٹھائے پھرنے والو! کیا ان کی نجات کیلئے سہ روزہ لگانا ضروری ہے یا جہاد؟

اے مدرسین اور واعظین حضرات! کیا یہ انتقام اور بدلہ جہاد کے ذریعہ ممکن ہے یا درس تدریس اور وعظ کے ذریعہ؟ آپ خود فیصلہ کیجئے اللہ جانے اور تم۔

6۔ کفار نے بہت سے معاہدوں کو توڑ ڈالا جن کی واضح مثال مسلمانوں کے سابقہ قبلہ بیت المقدس پر قبضہ کرنا، بابری مسجد کو گرانا اور اس پر مندر تعمیر کرنا، اور افغانستان میں مدرسوں اور مسجدوں کو ڈھا دینا ہمارے سامنے موجود ہے۔ کیا یہ جہاد کے اسباب میں سے نہیں؟۔ اپنے ضمیر سے پوچھ لیں۔

7۔ کفار نے ہر جگہ مسلمانوں پر حملے کئے ہیں۔ برما میں مسلمانوں پر پہلا حملہ کافروں نے کیا ہے اور انہیں پکڑ کر اپنا غلام بنا رکھا ہیں۔ بوسنیا میں سربیا کے ظالم کفار نے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ کر ان کے گھروں کو ملیا میٹ کر دیا۔ کشمیری عوام ہندی وحشیوں کے ظلم کی چکی میں پسے جا رہے ہیں۔ عراق اور افغانستان امریکی اور اس کے اتحادی فوجیوں کے قبضے میں ہیں اور وہاں کے بے گناہ عوام بموں اور توپوں کے گولوں سے بھونے جا رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں خود ہمارے ملک کی فوج امریکی افواج کی ڈیوٹی ادا کر رہی ہیں، مسلمانوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالہ کرتے ہیں جگہ جگہ مسلمانوں پر حملے کرتے ہیں اسکی وانا اور جنوبی وزیرستان واضح مثال ہیں۔ چیچنیا پر روسی سرخ افواج نے قبضہ کر رکھا ہے، فلسطین اور بیت المقدس پر اسرائیل نے حملہ کیا ہوا ہے۔ فلپائن عیسائی مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں انہیں مارتے اور ذلیل کرتے ہیں۔

میں ان ملاؤں، مفتیوں، تبلیغیوں اور ان سارے مسلمانوں سے کہتا ہوں: جو جہاد کو بھول کر آرام سے بیٹھ گئے ہیں۔ اگر تم اپنے بچوں کے دفاع اور حفاظت کی خاطر کسی بھی چیز سے دریغ نہیں کرتے، اگر کوئی تمہارے کتوں اور مرغیوں کو مار ڈالے تو سالہا سال تک لڑنے سے گریز نہیں کرتے، اس وقت نہ تو کسی مفتی سے فتویٰ طلب کرتے ہو اور نہ ہی کسی مولوی سے پوچھنا گوارا کرتے ہو۔ لیکن جب جہاد کے فرض عین ہو جانے کی خبر سامنے آجائے تو پھر فتوؤں کے پیچھے پڑ جاتے ہو، کبھی کہتے ہو کہ جہاد کیلئے شرعی امیر نہیں اور کبھی کہتے ہو کہ ہم جہاد کے لیئے تیار نہیں، کبھی کہتے ہو کہ ہم کس کی بات مانیں؟ اور کبھی کہتے ہو کہ مسئلہ دعوت اور تبلیغ سے حل ہو جائے گا میں آپ سے درخوست کرتا ہوں کہ جس طرح تم کسی شخص کی دشمنی کے وقت کسی کی نہیں مانتے اسی طرح جہاد کے وقت بھی اللہ اور رسول ﷺ کے علاوہ کسی کے فرامین کو مت مانو جو صراحت سے جہاد کے فرضیت کا اعلان کرتے ہیں۔

8۔ کفار نے جن اسلامی ممالک پر قبضہ کیا ہوا ہے کیا ان کی آزادی ہم پر فرض نہیں ؟اندلس (اسپین) جن پر مسلمانوں نے ۸۰۰ سال حکومت کی تھی اب عیسائیوں نے وہاں مسلمانوں کی حکومت ختم کر کے اپنی صلیبی حکومت قائم کر رکھی ہے، کیا اس ملک کی آزادی ہماری ذمہ داری نہیں؟بشمول ہندوستان، کشمیر، حیدر آباد دکن، افغانستان، پاکستان، نیپال، عراق، مصر، یمن، فلسطین، سوویت یونین کی چودہ ریاستیں، بلغاریا، قبرص، حبشہ، سسلی، روسی ترکمانستان، چینی ترکستان، پیرس سے ”۹۰ کلو میٹر“ کے فاصلے پر واقع فرانسیسی علاقہ، سوئزرلینڈ کے جنگلات اور پہاڑ مجاہدین کے جہادی مراکز تھے، اب یہ تمام علاقے کفار، یہود اور نصاریٰ کے قبضے میں ہیں کیا ان علاقوں کی آزادی ہم پر فرض نہیں ؟۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ سارے اسباب ومقاصد حاصل نہ ہوئے ہوں مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے۔

جہاد چھوڑنے والوں کے لئے شدید ترین عذاب کی وعیدیں

دلیل(۱): اللہ تعالیٰ فرمان ہیں :

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٱقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾(التوبۃ:۲۴)

آپ(ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے، اور وہ تجارت جس میں نقصان ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیج دیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

امام ابن النحاس الدمشقی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

فی ھذہ الای الشریفۃ من التھدید والتحذیر والتخویف لمن ترک الجھاد رغبۃً عنہ وسکونا الی ماھوفیہ من الاھل والمال مافیہ کفایۃٍ ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اس آیت میں ان لوگوں کیلئے دھمکی اور تخویف ہے جو جہاد نہیں کرتے اور اپنے اہل اور مال کے ساتھ آرام کرتے ہیں۔ اے عقل رکھنے والو! اس میں اتنی وعید کافی ہے عبرت حاصل کرلو۔(مشارع الاشواق الی مصارع العشاق:۱/ ۱۰۴)

دلیل(۲): اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ. اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾(التوبۃ:۳۸، ۳۹)

اے ایمان والو!تم لوگوں کو کیا ہوا؟ کہ جب تم سے کہا جاتا ہے، کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیئے نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیوی زندگی پر قناعت کرلی؟ سو دنیوی زندگی کا تمتع تو آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، بہت قلیل ہے اگر تم نہ نکلو گے تو وہ (اللہ) تم کو سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم کو پیدا کردے گا۔ اور ان سے اپنا کام لے گا اور تم اللہ کے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

هذا توبيخ على ترك الجهاد وعتاب على التقاعد من المبادرة الى الخروج۔

یعنی یہ آیت ان لوگوں کے لیئے توبیخ ہے جو جہاد نہیں کرتے اور ان لوگوں کیلئے عتاب ہے جو جہاد کے لیئے نہیں نکلتے اور اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

(الجامع الاحكام القران: ۸/۱۴۰، مشارع الاشواق: ۱/۱۰۴)

دلیل(۳): اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ، فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ، فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ﴾ (التوبة: ۸۱، ۸۲، ۸۳)

یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہوگئے رسول اللہ کے (جانے کے بعد) اپنے بیٹھے رہنے پر، اوران کو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا، اور(دوسروں کو بھی) کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو۔ آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ (اس سے بھی) زیادہ گرم ہے کیاخوب ہوتا اگر وہ سمجھتے، سو تھوڑے (دنوں دنیامیں) ہنس لیں اور آخرت میں روتے رہیں ان کاموں کے بدلے میں جوکچھ کفر ونفاق اور خلاف) کیاکرتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کواس سفر سے (مدینہ کو صحیح وسالم) ان کی کسی گروہ کی طرف واپس لائے پھر یہ لوگ کسی جہاد میں چلے جانے کی اجازت مانگیں تو آپ (یوں) کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلوگے اور نہ میرے ہمراہ ہوکر دشمن سے لڑوگے تم نے پہلے بھی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا، توان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو، جو(واقعی) پیچھے رہ جانے کے لائق ہیں۔

امام ابن النحاس رحمہ اللہ کہتے ہیں :

فانظر رحمك الله الى هذا الوعيد الشديد والخزى العظيم والوبال الاليم لمن تخلف عن الجهاد وتقاعدعنه وكره الانفاق فيه۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، اس شدید ترین وعید شرمندگی اور دردناک گناہ کی طرف دیکھو جو ان لوگوں کیلئے بیان ہوا ہے جو جہاد سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور اس راہ میں اپنا مال خرچ نہیں کرتے۔(مشارع الاشواق:۱/۱۰۵)

اس وقت بھی بہت سے نام نہاد مسلمان جہاد کا مذاق اڑاتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ ان پر ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جو بہت روئیں گے لیکن ان کا یہ رونا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ یہ لوگ جہاد کی راہ میں اپنا مال بھی خرچ نہیں کرتے۔

افسوس کی بڑے بات تو یہ ہے کہ جہاد کے لیئے اللہ کی راہ میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتے اور نہ ہی کسی مجاہد کے ساتھ تعاون کرتے ہیں مگر خود ساختہ تبلیغ کیلئے لاکھوں روپیہ اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی اللہ کا راستہ ہے۔كذالك سولت لهم الشيطان هذ الفعل ولاحول ولاقوة الا بالله

دلیل(۴) :عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عمر رضى الله عنه:قال قال رسول الله ﷺ اذا تبايعتم بالعينة واخذتم اذناب البقر ورضيتم بالذرع وتركتم الجهاد سلط الله عليكم ذلا لا ينزعه حتى ترجعوا الى دينكم۔

جب تم لوگوں نے عینہ کا کاروبار شروع کیا اور بیلوں کے دموں کو پکڑا اور زمینداری پر راضی ہوے اور جہاد کو ترک کیا تو اللہ تم پر ذلت مسلط کردے گا۔ اور اس وقت تک اسے نہیں اٹھائے گا جب تک کہ تم نے اپنے دین یعنی جہاد کی طرف دوبارہ رجوع نہ کیا ہو۔

(سنن ابوداؤد۔۳/۷۴۰،احمد:۷/۲۳رقم:۴۸۵وقال احمد شاكر اسناده صحيح وقال ابن النحاس سنده حسن(مشارع الاشواق:۱۰/۱۰۵۔ والسنن الكبرى:۵/۳۱۶ونعيم فى الحلية: ۱/۳۱۳)

وضاحت: عینۃ کے بیع کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ایک چیز کو معلوم قیمت اور متعین وقت پر لے اور پھر اسے نقد مگر کم قیمت پر فروخت کر دے۔ بیلوں کے دم پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ زمینداری اور کھیتی باڑی کی وجہ سے جہاد کو چھوڑ دیں جیسا کہ آج کل کے زمیندار جہاد سے غافل اور ناخبر ہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ جہاد سے کنارہ کشی اجتماعی ذلت اور شرمندگی ہے۔ امام ابن نحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب لوگ جہاد سے کنارہ کش ہو جائیں اور اپنے اپنے کاروبار میں مگن ہو جائیں تو اللہ تعالی ان پر اس وجہ سے دشمن مسلط کرے گا کہ انہوں نے جہاد ترک کیا ہے اور جہاد کیلئے وسائل اور دیگر سامان آلات مہیا نہیں کیے ہیں۔ یہ دشمن ان پر اس وقت تک مسلط رہے گا جب تک کہ مسلمان دوبارہ جہاد کی طرف رجوع نہ کریں، اسلام اور مسلمانوں کے تعاون کے لیئے کمربستہ نہ ہو جائیں۔ کفر کی شکست اور دین اسلام کے سربلندی کیلئے جانی، مالی اور لسانی جہاد کا آغاز نہ کریں۔

پھر علامہ ابن النحاس دمشقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قوله ﷺ حتى ترجعوا الى دينكم على ان ترك الجهاد والاعراض عنه والسكون الى الدنيا خروج عن الدين ومخارقة له وكفى به ذنباً واثماً مبيناً۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ قول: کہ جب تک تم اپنے دین کی طرف رجوع نہ کرو، اس پر دلالت کرتا ہے کہ جہاد کا ترک کرنا اور دنیا کے کاموں میں مگن رہنا مسلمانوں کو اپنے دین سے نکالتے ہیں اور یہی گناہ ان کیلئے کافی ہے۔ (مشارع الاشواق: ۱/۱۰۷)

دلیل(۵): انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من غزا غزوة فى سبيل الله فقد ادى الى الله جميع طاعته فمن شاء فليؤمن ومن شاء فاليكفر انا اعتدنا للظلمين ناراً، قال۔ قيل يارسول الله ﷺ وبعد هذا الحديث الذى سمعنا منك من يدع الجهاد ويقعد؟ قال: من لعنه الله وغضب عليه واعد له عذابا عظيما

قوم یکونون فی اخر الزمان لایرون الجہاد وقد اتخذ ربی عندہ عہداً لا یخلفہ ایما عبدٍ لقیہ وھویری ذلك ان یعذبہ عذاباً لایعذبہ احدا من العالمین۔
جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا تو اس نے اللہ کی پوری اطاعت کی پس جو کوئی چاہے ایمان لے آئے اور جو کوئی چاہے کفر اختیار کرے، بیشک ہم نے ظالموں کیلئے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے جو حدیث آپ سے سنی کیا اس کے بعد بھی کوئی جہاد چھوڑ کر اپنے گھر میں بیٹھنے کی جسارت کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ آدمی جس پر اللہ نے اپنا غضب اور لعنت کی ہو، اور ان کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے، آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو جہاد کے منکر ہوں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے بیشک پختہ وعدہ کیا ہے کہ اس طرح کے عقیدہ رکھنے والا شخص جب اللہ کے حضور میں پیش ہو گا اسے ایسے عذاب سے دوچار کرے گا جو اس کے علاوہ کسی اور کو نہ دیا ہو۔ (ابن عساکر فی باب التغلیظ فی ترك الجہاد، کذافی مشارق الاشواق : ۱/۱۰۷)

دلیل(۶) : ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! میں نے ایک سال پہلے اسی مہینے میں اور اسی منبر پر رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا:

ماترك قوم الجہاد فی سبیل اللہ الا ذلہم اللہ وماترك قوم الامر بالمعروف والنہی عن المنکر الا عمہم اللہ بعقاب

جس قوم نے فی سبیل اللہ جہاد کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل کر دے گا اور جس قوم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا تو انہیں عمومی عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ طبرانی کی دوسری روایت میں ہے کہ جس قوم نے جہاد کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر دائمی عذاب نازل کرے گا۔ (بہ حوالہ شفاء الصدور، مشارع الاشواق: ۱/۱۰۷)

فائدہ : ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ جو قوم جہاد چھوڑ دے، تو اللہ اسے ذلیل کر دے گا۔ قارئین کرام آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ مسلمان قوم پوری دنیا میں ذلت کی زندگی بسر کر رہی ہے، افغانستان کی حکومتی ارکان فوج اور پولیس امریکہ کے سامنے سربہ سجود

ہیں، امریکہ کا جو دل چاہتا ہے وہی ان کے ساتھ کرتا ہے، ہمارے ملک کی افواج جو ان امریکہ کے اشارے پر ناچتی ہے اور دست بستہ اس کے سامنے کھڑی ہے، یہ کتنی بڑی ذلت اور رسوائی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

ولایدع قوم الجہاد فی سبیل اللہ الا ضربہم اللہ بالفقر۔

جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑدے تو اللہ ان پر فقر اور غریبی مسلط کردے گا۔

مذکورہ حدیث کا مصداق سارے مسلمان ہیں جو کفار کے خلاف جہاد کو چھوڑ چکے ہیں۔ ان پر فقر اور بھوک مسلط ہے، اگرچہ ظاہرا غنی ہیں مگر وہ دل سے فقیر ہیں، غنی تو وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔ آج کل مسلمان جہاد چھوڑنے کی وجہ سے کفار کے مزدور بنے ہوئے ہیں اور ان کے غلامی کر رہے ہیں، یہ سارا فقر اور ذلت جہاد چھوڑنے کا نتیجہ ہے۔ (واللہ المستعان)

دلیل(۷): علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ کے لیئے جہاد کرنا جنت کے دروازو میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس نے جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا اور مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔ ذلت کی حالت میں ظلم برداشت کرتے ہوئے انصاف سے محروم ہو جائے ہو گا۔

(شفاء الصدور بحوالہ مشارق الاشواق ۱/۱۱۰)

دلیل(۸): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن زید بن اسلم عن ابیه ان رسول الله ﷺ قال: لایزال الجہاد حلوا خضرا ماقطر القطر من السماء وسیاء تی علی الناس زمان یقول فیه قرء منہم: لیس هذا بزمان جہاد فمن ادرك ذلك الزمان فنعم زمان الجہاد قالوا یارسول الله ﷺ او احد یقول ذلك؟ قال نعم من لعنه الله والملائكة والناس اجمعون۔

جب تک آسمان سے جہاد جاری ہو تو یہ جہاد تر و تازہ اور لذیذ ہو گا۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جو اس وقت کے پڑھے لکھے لوگ یہ کہیں گے کہ یہ زمانہ جہاد کا نہیں۔ پس جس نے جہاد کے اس زمانے کو پایا تو وہی زمانہ جہاد کا بہترین زمانہ ہو گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا کوئی ایسی بات بھی کر سکے گا؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! یہ بات وہی لوگ کریں گے جن پر اللہ، اس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔

(شفاء الصدور بحوالہ مشارع الاشواق:۱/۱۱۰)

فائدہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس حدیث کا مصداق آج وہ نام نہاد مسلمان ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ موجودہ زمانہ جہاد کا نہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ ہم جہاد کے لیئے تیار اور مناسب نہیں۔ کچھ لوگ کہتے کہ مسلمان امت تباہ ہے جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ جہاد کیسے کریں گے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم درس اور تدریس کے کاموں میں مصروف ہیں وقت آنے پر جہاد کریں گے۔ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ جہاد کا مطلب ”جہد یعنی “کوشش کرنا ہے، ہم دین کیلیئے دوسری کوشش کرتے ہیں، اس طرح کے اور خرافات اور لغو باتیں کرتے ہیں۔ جس کے معنی ہے کہ یہ جہاد کا زمانہ نہیں۔

دلیل(۹): رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں :

عن ابي عمرو القرشي رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: ان الذنوب يحبس صاحبها عن الجهاد في سبيل الله كما يحبس الغريم غريمة۔

بیشک گناہ اور نافرمانی انسان کو جہاد سے ایسے روکتی ہے جس طرح کے قرض خواہ اپنے مقروض کو روکتا ہے۔(شفاء الصدور بحوالہ مشارق الاشواق:۱/۱۱۰)

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ آج کل جو لوگ جہاد نہیں کرتے اس کی واحد علت یہ ہے کہ یہ لوگ گنہگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے نافرمانی کرتے ہیں۔

دلیل(۱۰) :ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من لقی اللہ بغیر اثر من جہاد لقی اللہ وفیہ ثلمۃ۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جو آدمی اللہ کے سامنے ایسی حالت میں حاضر ہو جائے کہ اس پر جہاد کا کوئی اثر نہ ہو گویا وہ اللہ کے ساتھ ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کا دین ناقص ہو۔

(الترمذی:۳/۱۰۷ابواب الجہاد وابن ماجہ کتاب الجہاد:۲/۹۲۳،الحاکم: ۲/۷۹)

مذکورہ حدیث میں اس شخص کیلئے سخت وعید ہے جو اللہ کے سامنے جہاد کئے بغیر پیش ہو گا۔اور ان علماء، طلبہ، تاجر، سیاسی جماعتوں، صوفیوں اور کارخانہ داروں کیلئے مقام عبرت ہے جو جہاد نہیں کرتے۔

دلیل(۱۱) :رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ: من مات ولم یغز ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من النفاق۔

جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے جہاد کیا ہو اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کا جذبہ پیدا ہوا تو اس کی موت نفاق کے ایک شعبہ پر ہو گی۔

(مسلم کتاب الامارۃ،باب ذم من مات ولم یغز الخ رقم ۱۹۱، ۳/ ۱۵۱۷)

فائدہ: یہ حدیث بھی ان لوگوں کے لیئے سخت وعید ہے۔جنہوں نے اپنی زندگی میں نہ جہاد کیا اور نہ ہی ان کے دلوں میں جہاد کا جذبہ پیدا ہوا۔

ہلاکت اور تباہی ہے ان مسلمانوں اور سیاسی جماعتوں کیلئے جو جہاد کے نام سے واقف بھی نہیں، کیا یہ لوگ منافقت کی موت نہ مریں گے؟۔

دلیل(۱۲) :رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ قال من لم یغزو او یجھز غازیا او یخلف غازیا فی اھلہ بخیر اصابہ اللہ بقارعۃ قبل یوم القیامۃ۔

جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی مجاہدین کو سامان مہیا کیا اور نہ ہی مجاہد کے بال بچوں کی کفالت کی تو قیامت آنے سے پہلے اللہ اس پر عذاب اتارے گا۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد: ۳/۲۲، ابن ماجہ، ۲/۹۲۳، واسنادہ حسن(مشارع الاشواق:۱/۱۱۱)

تنبیہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہاد میں کسی نہ کسی طرح اپنا حصہ ڈالے، اگر محاذ پر جانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ وہ مجاہد کیلئے ہتھیار مہیا کرے یا اسے زاد راہ کا بندوبست کرئے، اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو مجاہد کے بچوں کی خدمت کرئے، اگر ان کاموں میں سے ایک کو بھی سرانجام نہ دیا تو پھر اللہ کے عذاب کیلئے تیار ہو جائے۔

دلیل(۱۳): عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کے ایک لشکر پر عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مجاہدین کو جہاد کے لیئے بھیج دیا لیکن وہ اس غرض کے لیئے پیچھے رہ گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے بعد ان کے ساتھ جا ملے، جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اسے فرمایا: کس بات نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جانے سے روکا؟ انہوں نے کہا: میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نماز جُمعہ پڑھ لوں اور پھر جا کر ان سے جا ملوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما ادرکت غدوتھم۔

اے ابن رواحہ (رضی اللہ عنہ) اگر تم زمین میں جتنی چیزیں ہیں ان سب کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرو تو پھر بھی ان کے صبح جانے کے ثواب کو نہ پا سکو گے۔(البدایۃ والنھایۃ ۴/۲۴۲)

قابل غور بات: ابن رواحہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کی نیت سے رہ گئے تھے اور نماز پڑھ کر جانے کا ارادہ بھی رکھتے تھے مگر پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے انہیں

ملامت کی، آخر ان لوگوں کی کیا حالت ہو گی جن کے دلوں میں جہاد کا جذبہ سرے سے موجود نہیں اور نہ ہی جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (واللہ المستعان)

عجیب واقعہ (۱۴): مرتد کسے کہتے ہیں؟

یحیی بن ابی عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یمن کے کچھ افراد ان کے قریب سے گذرے انہوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبد اللہ رضی اللہ عنہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اسلام لائے اور اپنا اسلام مزین کرے، ہجرت کرے اور اپنی ہجرت خوبصورت بنائے جہاد کرے اور اپنا جہاد خوبصورت بنائے پھر دوبارہ یمن واپس آجائے۔ اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے؟۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہے۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: بلکہ وہ جنت میں ہے، مرتد وہ ہے جو اسلام لائے اور اپنا اسلام خوبصورت بنائے (نیک اعمال کے ساتھ) ہجرت کرے اور اپنی ہجرت خوبصورت بنائے جہاد کرے اور اپنا جہاد خوبصورت بنائے۔ نبطی زمین کی طرف رخ کرے (یہ شام میں زمین کا نام ہے) اسے آباد کرے اور اس کے آبادی میں مصروف رہے اور جہاد سے غافل ہو جائے تو یہ شخص مرتد ہے۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مذکورہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ مرتد وہ شخص ہے جو جہاد میں حصہ لے چکا ہو مگر پھر اسے چھوڑ بیٹھے، زمینداری اور کھیتی باڑی کے کام وکاج میں مصروف ہو جائے۔ لیکن یمنیوں کے نزد وہ مجاہد مرتد ہے جو جہاد کر چکا ہو مگر پھر اپنے والدین کی خدمت کی وجہ سے جہاد چھوڑ بیٹھے افسوس کا مقام ہے کہ پہلے تو ہم جہاد نہیں کرتے اور نہ ہی کبھی کیا ہے، پھر اپنے کاروبار کی وجہ سے ہم سب جہاد کے فرض سے غافل ہیں، کیا ہم مرتد نہیں۔؟ (والی اللہ المشتکی)

خلاصہ: یہ کہ اس کے بارے میں اور وعدہ، وعید بھی موجود ہیں لیکن یہاں یہی کافی ہیں اوپر مذکورۃ الصدر احادیث اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ آج کے زمانے میں جہاد چھوڑنا ارتداد، منافقت اور بے دینی ہے، کیوں کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی عذر نہیں کہ یہ صرف اور صرف بزدلی اور دنیا پرست ہیں، اللہ اور قیامت کے دن کو فراموش کیا ہے۔ ہم ایک دن ضرور اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے اور وہ اللہ ہم سے ضرور امریکہ، انگریز اور ان کے تحادیوں سے نہ لڑنے کے بارے میں پوچھیں گے، کیا ہمارے پاس کوئی ایسا عذر ہو گا جس اللہ تعالیٰ قبول کرے۔؟

جہاد اور مجاہدین کے فضائل

قرآن کریم اوراحادیث مبارکہ میں جہاد کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ اس سے کئی جلدوں میں ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ لیکن ہم یہاں طوالت کی وجہ سے سب بیان نہیں کرسکتے بلکہ صرف چند اہم فضائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾(النساء :۹۵)

برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾(النساء: ۷۴)

اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر وہ خواہ جان سے مارا جائے یا غالب آجائے تو ہم اس کو اجر عظیم دیں گے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ. يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ. خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾(التوبۃ: ۲۰،۲۱،۲۲)

جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترک وطن کیا، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا، وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی، اور (جنت کے) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان (باغوں) میں دائمی نعمت ہو گی۔ اور ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰاةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(التوبۃ: ۱۱۱)

بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لئے جنت (تیار کی) ہے یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (جس میں) قتل کرتے

ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، یہ تورات، انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ توجو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ، تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ (الصف:۱۰)

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچائے (وہ یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو، (جب ایسا کروگے) تو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کریگا اور تم کو (جنت) کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں (داخل کریگا) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں (بنے) ہوں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

جہاد کی فضیلت نبوی احادیث کی روشنی میں

(۱)**حدیث:** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ تمام اعمال میں کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

الصلوۃُ علی وقتھا قلت ثُمّ ای قال: برالوالدین قلت ثم ای قال الجہاد فی سبیل اللہ

بہترین عمل اپنے وقت پر نماز پڑھنا، پھر میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا پھر میں نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔

(صحیح البخاری: ۵۲۷، مسلم ۸۵، والترمذی واحمد: ۱/۶۵۹)

(۲)**حدیث:** ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال: خطب رسول اللہ ﷺ فذکر الجہاد فلم یفضل علیہ شیئا الا المکتوبۃ۔

رسول اللہ ﷺ ایک دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے (خطبے میں) جہاد کا ذکر کیا اور اس پر فرض نماز کے علاوہ کسی اور چیز کو فضیلت نہ دی۔

(ابوداؤد الطیالسی ومشارع الاشواق: ۱/ ۱۳۵)

(۳)**حدیث:** معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ماشحب وجہ ولا اغبرت قدم فی عمل یبتغی بہ درجات الجنۃ بعد الصلوۃ المفروضۃ کجہادٍ فی سبیل اللہ ولاثقل میزان عبدٍ کدابۃٍ تنفق فی سبیل اللہ او یحمل علیہا فی سبیل اللہ۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، فرض نماز کے بعد جنت کے بلند مرتبے حاصل کرنے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کوئی اور ایسا عمل نہیں جس میں بندے کا چہرہ روشن ہوجائے۔ یا اس کے پاؤں گرد آلود ہوجائیں۔ یا جہاد میں کسی کا گھوڑا ہلاک

ہو جائے یا اس پر کسی کو سوار کیا جائے تو اعمال کے میزان میں اس سے زیادہ کسی اور کا میزان بھاری نہ ہو گا۔(کتاب الجہاد لابن المبارك:١/ ٧٧، احمد:٥/٢٤٥)

(۴)**حدیث :** ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد سب سے بہتر عمل جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیتے تھے۔ (السنن الکبری:٩/٤٧)

اوپر مذکورہ تین احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز اور جہاد الگ اعمال ہیں اور ایک دوسرے کے نائب اور جانشین نہیں بن سکتے۔ نماز کی طرح جہاد بھی فرض ہے لیکن بہت افسوس کہ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں مگر جہاد سے دور بھاگتے ہیں۔

(۵) **حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ:
ای الاعمال افضل؟ قال ایمانٌ بالله ورسوله ﷺ قیل، ثُم ماذا؟ قال: الجهاد فی سبیل الله، قیل ثم ماذا؟ قال حج مبرورٌ۔
سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان، پھر پوچھا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فی سبیل اللہ جہاد، پھر کہا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حج مبرور جہاد مسجد حرام کی تعمیر اور حاجیوں کو پانی پلانے سے بہتر ہے۔(صحیح البخاری:٢٦، مسلم:٨٣)

(٦) **حدیث:** نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:
میں محمد ﷺ کے منبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا: مجھے یہی کافی ہے کہ اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ کروں، دوسرے شخص نے کہا مجھے یہی کافی ہے کہ اسلام لانے کے بعد مسجد حرام کی تعمیر کے علاوہ کوئی اور کام سرانجام نہ دوں۔ تیسرے شخص نے کہا ان دونوں کاموں سے جہاد فی سبیل اللہ زیادہ افضل اور بہترین عمل ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور کہا جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے منبر کے قریب شور مت کیا کرو۔

نماز جُمعہ کے بعد میں خود جاکر اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتوی طلب کروں گا۔ اس مسئلے کے فیصلے کے لیئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد ﷺ پر یہ آیت شریف اتری۔

اجعلتم سقایه الحاج وعمارة المسجد الحرام . . . الخ

کیا تم حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر کرنے کو اس شخص کے عمل کے ساتھ برابر تصور کرتے ہو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے، فی سبیل اللہ جہاد کرتا ہے، اللہ کے نزدیک، دونوں برابر نہیں، اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ (مسلم: ۱۸۷۹)

اللہ کے نزدیک جہاد سب سے بہترین عمل ہے

(۷) حدیث: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قال قعد نانفر من اصحاب رسول الله ﷺ فقلنا: لو نعلم ائ الاعمال احب الى الله عملناه فانزل الله عزوجل:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾

(الصف: ۴،۱)

فقراها علینا رسول الله ﷺ۔

ہم چند افراد ایک مجلس میں بیٹھے کہہ رہے تھے : کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند کونسا عمل ہے جو ہم اسکو اپناتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی:

سب چیزیں اللہ ہی کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ان

لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی دیوار، رسول اللہ ﷺ نے پوری سورت تلاوت کی اور ہمیں سنائی۔

بیہقی نے ایک روایت میں بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی جانب ایک قاصد بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ معلوم کریں کہ اللہ کے نزدیک سب سے بہترین عمل کونسا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ہیبت کی وجہ سے نہ جاسکے، البتہ اللہ کے رسول نے ہم میں سے ایک ایک کو اپنے پاس بلایا اور سب کو جمع کیا، پھر ہمارے بارے میں سورہ الصف نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے پوری سورت کو تلاوت فرمائی۔

(الترمذی ابواب التفسیر: ۵/۸۵ وسندہ حسن والسنن الکبری: ۹/۱۵۹، الحاکم: ۲/۶۹، وصححہ ووافقہ الذہبی وابن المبارک فی الجہاد: ۱/۵۹)

مجاہد تمام لوگوں سے افضل اور بہتر شخص ہے۔

(۸) **حدیث:** ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں ایک شخص آیا اور پوچھا کہ لوگوں میں کونسا آدمی بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مؤمن يجاهدُ بنفسه وماله في سبيل الله، قال ثم من قال رجل معتزل في شعب يعبد ربه ويدع الناس من شره۔

وہ مومن بہتر ہے جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو اکیلا پہاڑ کے کسی درے میں اپنے رب کی عبادت کر رہا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو۔

(صحیح البخاری: ۲۷۸۶،۶۴۹۴ مسلم: ۱۸۸۸)

جہاد کرنا تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے

(۹) حدیث: انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لغدوۃ فی سبیل اللہ اوروحۃ خیر من الدنیا ومافیہا۔

صبح یا شام کے وقت اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلنا پوری دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

(البخاری: ۶/۱۱، مسلم: ۱۸۸)

سبحان اللہ آج اتنے بڑے اجر سے مسلمان محروم ہیں۔

(۱۰) حدیث: فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کل میت یختم علی عملہ الا المرابط فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الا یوم القیمۃ ویؤمن من فتنۃ القبر۔

ہر میت کے عمل کا خاتمہ ہو جاتا ہے، مگر اس شخص کا عمل ختم نہیں ہوتا جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیا ہو۔ یقیناً اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھے گا اور عذاب قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (ابوداؤد: ۲۵۰۰، الترمذی ۱۶۲۱ وسندہ حسن)

(۱۱) حدیث : عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رباط یوم فی سبیل اللہ خیرٌ من یوم فیما سواہ من المنازل۔

اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دنیا کے گھروں میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔

(الترمذی: ۱۶۶۷النسائی: ۶/۴۰)

وضاحت: اس سے معلوم ہو گیا کہ فی سبیل اللہ مرابط (پہرہ دینے والے) کی نماز مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا بہتر ہے۔ (سبحان اللہ)

جہاد میں تھوڑا سا وقت لگانا اور زیادہ ثواب

(۱۲) **حدیث :** معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قاتل فی سبیل اللہ من رجل مسلم فواقه ناقة وجبت له الجنة ومن جرح جرحاً فی سبیل اللہ او نکب نکبةً فانها تجیئ یوم القیامة کاغزد ماکانت لونها الزعفران وریحها المسك۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان نے اونٹنی کے دوہنے کے درمیان وقفے کے برابر جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی زخم لگ جائے پس وہ زخم قیامت کے دن اس سے زیادہ اچھی صورت میں سامنے آئے گا زخم کا رنگ زعفرانی ہو گا اور خوشبو مشک کی طرح ہو گی۔

(ابوداؤد ۲۵۴۱، الترمذی: ۱۶۵۷، النسائی: ۶۰/۲۵ وسندہ صحیح)

جنت میں مجاہدین کیلئے سو درجے

(۱۳) **حدیث :** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ نے فرمایا:

ان فی الجنة مائة درجة اعدها اللہ للمجاهدین فی سبیل اللہ مابین الدرجتین کمابین السماء والارض۔

یقیناً جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کیلئے تیار کر رکھے ہیں ایک درجے سے دوسرے درجے کے درمیان فاصلے کا اندازہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر ہے۔ جہنم کی آگ اور مجاہد کے بدن کا گرد و غبار دونوں یکجا نہیں ہو سکتے۔

(صحیح البخاری: ۶/۹۔ ۱۰)

(۱۴) **حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایلج النار رجلٌ بکی من خشیۃ اللہ حتی یعود اللبن فی الضرع ولا یجتمع علی عبد غبارٌ فی سبیل اللہ ودخان جہنم۔

جہنم میں وہ شخص داخل نہیں ہو گا جو اللہ کے خوف سے اس کے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں جب تک کہ دودھ اونٹنی کے تھن میں دوبارہ داخل نہ ہو جائے۔ اور ایک آدمی کے بدن کا وہ گرد جو اللہ کی راہ میں اس کے بدن پر لگا ہوا اور جہنم کی آگ کا دھواں اس کے بدن پر جمع نہ ہوں گے۔ (الترمذی: ۶۳۳، والنسائی: ۶/۱۲)

(۱۵) **حدیث:** ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

عینان لا تمسہما النار، عین بکت من خشیۃ اللہ وعین باتت تحرس فی سبیل اللہ۔

دو آنکھیں ایسی ہیں جو آگ سے محفوظ ہیں، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف کی وجہ سے اس سے آنسو بہہ نکلیں اور ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں ساری رات پہرہ دینے میں بیدار رہے۔ (الترمذی: ۱۶۳۹، وسندہ صحیح)

☆☆☆☆

تھوڑا ساجہاد مسجد الحرام میں شب قدر کی رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔

(۱۶) **حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

موقف ساعۃ فی سبیل اللہ خیر من لیلۃ القدر عند الحجر الاسود۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں ایک گھڑی کھڑا ہونا مسجد الحرام میں لیلۃ القدر کی رات حجر اسود کے قریب عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

(صحیح ابن حبان رقم: ۴۵۸۴)

جو شخص مجاہدین کو مال اور ہتھیار فراہم کرتا ہے وہ بھی مجاہد ہے۔

(۱۷) **حدیث:** زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من جھز غازیا فی سبیل اللہ فقد غزا ومن خلف غازیا فی اھلہ بخیر فقد غزا۔

جس شخص نے اللہ کی راہ میں غازی کو سامان دیا بیشک اس نے غزوہ کیا۔ اور جس شخص نے غازی کے بال بچوں کا خیال رکھا بیشک اس نے بھی غزوہ کیا۔

(صحیح البخاری: ۶/۳۷، مسلم: ۱۸۹۵، النسائی: ۶/۴۶۔ الترمذی: ۱۶۲۸)

قرض سے اپنے آپکو محفوظ رکھنا

(۱۸) **حدیث:** عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یغفر اللہ للشہید کل الذنب الا الدین۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ: ''القتل فی سبیل اللہ یکفر کل الشیئ الا الدین''

اللہ جل جلالہ فی سبیل اللہ شہید کے سارے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں مگر کسی کے قرض کو معاف نہیں کرتا۔ (مسلم:۱۸۸۶۔ ۱۱۱۹)

تیسری روایت میں ہے کہ: اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا تمام گناہوں کو دھو ڈالتا ہے مگر قرض معاف نہیں کیا جاتا۔

شہید کو قتل ہوتے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر درد محسوس ہوتا ہے۔

(۱۹) **حدیث:** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مایجد الشہید من مس القتل الا لما یجد احدکم من مس القرصۃ۔

شہید کو قتل ہوتے وقت صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر درد محسوس ہوتا ہے۔

(الترمذی:۱۶۶۸، النسائی ۶/۳۶، ابن حبان ۱۶۱۳)

جہاد میں مال خرچ کرنا اور کروڑوں کے برابر ثواب حاصل کرنا

(۲۰) **حدیث:** خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من انفق نفقه فی سبیل الله کتب له سبعمائة ضعف۔

جس نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اس کیلئے سات سو گنا زیادہ لکھا جائے گا۔

(الترمذی: ۱۶۲۵، احمد: ۶/۳۴۵ وصححه الحاکم ووافقه الذهبی)

وضاحت: اس حدیث سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مجاہدین کے ساتھ مالی جہاد کرتے ہیں یا ان کیلئے ہتھیار فراہم کرتے ہیں تو ان کیلئے بے حساب ثواب ہے کیونکہ عربی اصطلاح میں معلوم عدد تکثیر کیلئے ہوتی ہے۔

شہادت کی فضیلت اور شہید کی شفاعت

(۱۲) **حدیث:** مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

للشهید عندالله ست خصال، یغفر اول دفعة من دمه ویری مقعده من الجنة ویجار من عذاب القبر ویامن من فزع الاکبر، ویحلی حلة الایمان ویزوج من الحور العین ویشفع فی سبعین انسانا من اقاربه۔

شہید کے لیئے اللہ کے ہاں چھ صفات ہیں، خون کا پہلا قطرہ بہہ جانے سے پہلے اسے بخش دیا جاتا ہے، جنت میں اسے اپنا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا، قیامت کے بڑے خوف سے مامون ہو گا، اسے ایمان کا لباس پہنایا جائے گا جنت کی حور عین کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جائے گا، اور اپنے ستر (۷۰) رشتے داروں کی شفاعت کرے گا۔

(صحیح البخاری، ابن ماجه: ۲۲۵۷)

عجیب حدیث

(۲۲)**حدیث :** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
شہید تین طرح کے ہیں ایک تو وہ جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلتا ہے اسکا ارادہ نہ کفار کے قتل کا ہے اور نہ اپنے آپ کے قتل ہونے کا۔ اس کا ارادہ صرف مجاہدین کی لشکر میں کثرت لانے کا ہے، اگر یہ شخص اپنی موت مر جائے یا قتل کیا جائے تو اس کے سارے گناہ بخش دے جائیں گے، عذاب قبر سے محفوظ رہے گا قیامت کے بڑے خوف سے مامون رہے گا، جنت کے حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کیا جاے گا، عزت کا لباس پہنایا جاے گا۔ اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاے گا۔ دوسرا شہید وہ ہے جو اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں ثواب کی خاطر جہاد کیلئے نکلتا ہے اس کا ارادہ کفار سے قتال کرنا ہے مگر اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچانا ہے، اگر یہ شخص قتل کیا جائے یا اپنے بستر پر فوت ہو جائے تو اس کی رفاقت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ ہو گی اور اللہ کے سامنے ہو گا۔﴿فی مقعد صدق عند ملیكٍ مقتدر﴾ تیسرا وہ شہید ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان اور مال کے ساتھ نکلے، اس کا ارادہ کفار کو قتل کرنا اور اپنے آپ کو شہید کروانا ہے۔ اگر یہ شخص فوت ہوا یا کفار کے ہاتھوں شہید کیا گیا۔ تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں حاضر ہو گا جو اپنا ہتھیار اپنے کندھوں پر رکھا ہو گا۔ لوگ گھٹنوں کے بل زمین پر پڑے ہوں گے، یہ لوگوں کو کہے گا مجھے راستہ دو میں نے اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری روح ہے اگر یہ بات ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی کو کہی جائے وہ بھی اس کیلئے راستہ چھوڑ دیں گے، اس لئے کہ ایسا کرنا ان کے حق میں واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ عرش کے نیچے نور کے ممبروں پر بیٹھیں گے اور دیکھیں گے کہ اللہ کیسا فیصلہ فرمائے گا، موت اور برزخ، قیامت کے فزع عظیم، حساب و کتاب، میزان، اور پل صراط کی پریشانی سے مامون ہو گا۔ جس چیز کا سوال

کرے گا اسے دیا جائے گا جس شخص کے بارے میں شفاعت کرے گا اس کی شفاعت قبول کی جائے گی، اور جنت میں ہر وہ نعمت اسے دی جائے گی جو کوئی وہ چاہے، اور جنت میں وہی جگہ اسے دی جائے گی جس کو وہ چاہے۔

ستر حوروں کے ساتھ نکاح

(۲۳) حدیث: ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی کو جس کا نام علقمہ تھا اور بہت خوبصورت تھا فرمایا: اے علقمہ: اگر تیری اس خوبصورتی کے ساتھ اسلام بھی ہو تو تمہاری جوانی اور خوبصورتی کامل ہے، کیا تم اتنی خوبصورتی کے ساتھ آگ سے نہیں ڈرتے۔؟ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علقمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اسلام قبول کروں تو میرے لیے کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نکاح ستر حوروں سے کروں گا۔ علقمہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ((اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبدهٗ ورسوله)) پھر رسول اللہ ﷺ غزوے میں تشریف لے گئے علقمہ (رضی اللہ عنہ) بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا گیا، جنگ چھڑنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے علقمہ (رضی اللہ عنہ) کفار کے ساتھ بہادری سے لڑے اور شہید ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا: میرے لیئے ایک خیمہ بناؤ اور وہاں کسی اور کو مت آنے دو، رسول اللہ ﷺ خیمے کے اندر تشریف لے گئے انہوں نے قبا پہن رکھی تھی۔ ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما نے گھوڑے کی آواز سنی، عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تلوار پکڑ کر اٹھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا: اے عمر مت جاؤ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے، اسی دوران رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی آواز سن لی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں ہم نے گھوڑوں کی آواز کی طرح آواز سن لی۔ جب میں نے تلوار اٹھا کر اندر آنے کی کوشش کی

تو ابو بکر صدیق نے مجھے روکا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آواز آپ نے سن لی وہ جنت کی حوروں کی آوازیں تھی جو میرے ساتھ زور آزمائی کر رہی تھیں، ان کی تعداد بھی زیادہ تھی یہاں تک کہ میں نے علقمہ (رضی اللہ عنہ) کیلئے ستر حوریں پوری کی، دیکھو انہوں نے میری قبا کا گریبان پیچھے کی طرف پھاڑ ڈالا ہے۔ (شفاء الصدور بحوالہ مشارع الاشواق: ۲/ ۷۶۸)

ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ کرنے والا بھی مجاہد کے پاؤں کے گرد کے برابر ثواب نہیں پا سکتا۔

(۲۴) حسن بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص جو کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بہت زیادہ مالدار تھا رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا، اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایک ایسا عمل بتادیں جو مجاہدین کے عمل کے ساتھ برابر ہو، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ انہوں نے کہا چھ ہزار دینار (تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ کے برابر) رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر تم اپنا یہ سب مال اللہ کی اطاعت میں نفقہ کر دو تو پھر بھی مجاہد کے اس گرد کو نہیں پہنچ سکتے جو اللہ کی راہ میں اس کے جوتوں کو لگا ہے۔ ایک اور شخص نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسا عمل بتادیجئے جس کے کرنے سے مجاہدین کے عمل پا سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: اگر تم پوری رات اور پورا دن نماز میں کھڑا رہو پھر بھی مجاہد کی نیند کو نہیں پا سکو گے۔

(سنن سعید بن منصور ۲/ ۳/ ۱۲۶ مشارع الاشواق: ۱/ ۱۵۷)

☆☆☆☆

مجاہدین کا بے انتہا اجر

(۲۵) حدیث: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میرا شوہر جہاد کرنے کیلئے گیا ہے اور میں اس کی نماز سے لے کر دوسرے تمام کاموں کی طرح نیکی کے کام کرتی ہوں آپ مجھے ایک ایسا عمل بتا دیجئے جس کے کرنے سے جہاد کا ثواب پا سکوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تم اس بات کی طاقت رکھتی ہو کہ نماز میں کھڑی رہو کبھی بیٹھو نہ اور روزہ رکھ کر افطار نہ کرو، اللہ کا ذکر جاری رکھ کر تھک نہ جاؤ، اگر تم یہ اعمال اس کے آنے تک جاری رکھ سکو تو تمہیں جہاد کے برابر اجر ملے گا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جو میری روح کا مالک ہے اگر تم اس کام کی طاقت بھی رکھو پھر بھی اپنے شوہر کے دسویں حصے کا اجر بھی نہ پا سکو گی۔

(مسند احمد:۴۳۹/۳، واخرجه الحاكم فى المستدرك عن سهل ابن معاذ وصححه ووافقه الذهبى انظر المستدرك:۲/ ۷۳)

جہاد مسلمان کو سارے غموں سے نجات دلائے گا

(۲۶) حدیث: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

جاهدوا في سبيل الله فان الجهاد في سبيل الله باب من ابواب الجنة، ينجي الله تعالى به من الهم والغم۔

اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو کیوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اللہ اس کے ذریعے مسلمان کو غم سے نجات دلاتا ہے۔

(المستدرك:۲/۷۵، مصنف عبدالرزاق۵/۱۷۳، مسند احمد:۵/۳۱۴ واسناده صحيح صححه الحاكم ووافقه الذهبی)

آج کے زمانے میں جہاد کا ثواب بھی اصحاب کرام کے جہاد کے برابر ہے۔

(۲۷) حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سيغزو ناسٌ من هذه الامة متطوعين بغير رزق ولاعطاء اجورهم كاجور اصحاب رسول الله ﷺ۔

عنقریب اس امت کے کچھ لوگ خوشی سے جہاد کریں گے رزق کمانے اور مزدوری کئے بغیر، ان لوگوں کا ثواب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے ثواب کی طرح ہو گا۔

(شفاء الصدور، مشارع الاشواق:۱/۱۹۴)

فاجر مجاہد کیلئے بھی جنت واجب ہے

(۲۸) حدیث: ابو المنذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا اور کہا کہ فلاں ہلاک ہو گیا اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تو فاجر تھا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں، ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس رات جو میں نے صبح تک پہرہ دیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے جاکر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس کی قبر تک تشریف لے گئے اور اس کے دفن تک بیٹھے رہے، تین بار اس کی قبر پر مٹی ڈالی فرمایا: لوگ تمہاری مذمت کرتے ہیں لیکن میں تمہاری نیکی بیان کرتا ہوں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! ہمیں چھوڑ دو جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اس کیلئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(الطبرانی فیه یزید بن ثعلب وبقیة رجاله ثقات، مجمع الزوائد: ۵/۲۷۶)

جہاد کے ذریعے انسان اللہ کے قریب ہو جاتا ہے

(۲۹) حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا شخص رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا، لاٹھی کا سہارا لیا ہوا تھا۔ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، قوت بھی باقی نہیں رہی ہے، مجھے ایک ایسا عمل بتا دیجئے جس کے ذریعے اللہ کے قریب ہو جاؤں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

علیك بالجهاد فی سبیل الله

تم پر اللہ کی راہ میں جہاد واجب ہے۔ (ابن عساکر و مشارع الاشواق: ۱/۲۰۱)

جہاد کی وجہ سے قران پڑھنے سے رک جانا

(۳۰) **حدیث:** خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر مجھے کوئی شادی کی رات جسے میں بہت پسند کرتا ہوں یا بیٹے کی ولادت کی بشارت سنائے تو یہ دونوں کام میرے لیئے اتنے محبوب نہیں جتنا کہ میں ایک گروپ مجاہدین کے ساتھ رہ کر ٹھنڈی رات میں دشمن کے سامنے جاؤں اور ان سے لڑوں، تم پر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا لازم ہے، یقیناً جہاد نے مجھے قران کی تلاوت سے روک دیا ہے۔

(مسندابی یعلی الاصابہ: ۱/۴۱۴، مجمع الزوائد: ۹/۳۵۰ کتاب الجہاد لابن المبارك: ۱۱۸)

جہاد کی فضیلت بیان کرنا عین جہاد ہے

(۳۱) **حدیث:** علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو جہاد کے لیئے تیار کیا تو اسے بھی جہاد کرنے والے مجاہد کی طرح ثواب ملے گا اور اس دعوت کیلئے اٹھائے گئے ہر قدم کے عوض ایک سال کی عبادت کے برابر ثواب دیا جاے گا۔ (شفاء الصدور، مشارع الاشواق: ۱/۲۱۱)

جہاد میں صبح اور شام کے برابر وقت لگانا ستر سال کی عبادت سے افضل ہے

(۳۲) **حدیث:** عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لغدوۃ اوروحۃ فی سبیل اللہ خیرٌ من تعبد عبدٌ فی بیتہ سبعین عاما۔

اللہ کی راہ میں صبح یا شام لگانا اس آدمی کی ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے جو اپنے گھر میں عبادت میں کرتا ہے۔(کتاب الترغیب لابن شاہین مشارع الاشواق: ۱/۲۲۹)

ایک غزوہ میں شرکت کرنا پچاس حج کرنے سے افضل ہے

(۳۳) **حدیث :** ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لسفرة فی سبیل الله خیرٌ من خمسین حجةٌ۔

جہاد کے لیئے ایک بار سفر کرنا پچاس حج کرنے سے بہتر ہے۔

(المصنف عبدالرزاق:۵/۲٦۰ ابن ابی شیبه رقم:۲۰۹، وسنن سعیدبن منصور وکتاب الجهاد لابن المبارك راجع مشارق الاشواق)

جہاد میں ایک گھنٹہ وقت گزارنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

(۳۴) **حدیث:** عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لمقام احدکم فی الصف ساعةٌ افضل من عبادة احدهم ستین سنة۔

تم میں سے کسی کا ایک گھنٹہ کیلیئے جہاد کی صف میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(الطبرانی فی الکبیر:۱۸/۳۷۷، وکشف الاستار رقم:۱٦٦٦، ومختصر الزوائد النبرار۱/۷۱۴ قال الهیثمی فیه عبدالله بن صالح کتاب اللیث وثقه احمد وغیره وبقیة رجالُ النبرار ثقاتٌ، مجمع الزوائد:۵/۳۳٦)

☆☆☆☆

جہاد میں ایک دن روزہ رکھنا جہنم سے آسمان وزمین کے فاصلے پر دوری کا باعث بنتا ہے

(۳۵) **حدیث:** ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صام یوماً فی سبیل اللہ بینہ وبین النار خندقاً کمابین السماء والارض۔

جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالی اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق (یعنی) آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کے برابر دوری کرے گا۔

(الطبرانی فی الاوسط, والصغیر، قال المنذری باسناد حسنٍ، الترغیب والترھیب۲/۲۲۷، رقم:۱۸۹۷)

جس مجاہد نے دشمن پر ایک تیر پھینکا تو اس کا ایک درجہ بڑھ جاتا ہے

(۳۶) **حدیث:** کعب بن مرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

من بلغ العدو بسھم رفع اللہ لہ درجۃً، مابین الدرجتین مائۃ عام۔

جس شخص نے دشمن پر تیر پھینکا اللہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔ عبد الرحمن بن نحاس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ درجہ کتنا ہے۔؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔(سنن النسائی:۶/۲۷، ابن حبان:۴۵۹۷)

☆☆☆☆

جہاد میں لگے زخم سے مشک وعنبر کی خوشبو

(۳۷) **حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن مکلومٍ یکلم فی سبیل اللہ الا جاء یوم القیامۃ وکلمہ یدمی, اللون لون دمٍ والریح ریح مسکٍ۔

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت زخمی ہو جائے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے تازہ خون جاری ہو گا، رنگ خون کا ہو گا مگر خوشبو مشک کی ہو گی۔(صحیح البخاری: ۱۸۰۳مسلم:۱۸۷۶,الترمذی:۱۶۵۶،النسائی: ۶/۲۸)

شہید کو اس کا خون خشک ہو جانے سے پہلے دو حوریں پہنچ جاتی ہیں

(۳۸) **حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ کے حضور میں شہید کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: شہید کے خون خشک ہو جانے سے پہلے جنت سے اس کی دو حور بیویاں آکر اس پر اس طرح گر پڑتی ہیں جیسا کہ اونٹنی اپنے بچے کو دودھ پلاتے وقت اپنے آپ کو پھلاتی ہے۔ ان کی ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا ایک ایک جوڑہ کپڑے ہوں گے، جو دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں۔

(الترغیب للمنذری۲/۲۹۶، مصنف عبدالرزاق۵/۲۹, وسندہ حسن کمافی مشارع الاشواق ۲/۷۴۶)

☆☆☆☆

قیامت کے دن کون عزت کا مالک ہو گا؟

(۳۹) حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
قیامت کے دن بادل کے سائے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے۔ پھر ایک منادی آواز کریں گے کہ یہاں کھڑے لوگ بہت جلد سمجھ لوگے کہ آج عزت کس کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پاس ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کی خاطر اپنا خون بہایا ہے۔ سب شہید چل پڑیں گے اور اللہ کے قریب ہو جائیں گے۔ (الجہاد لابن المبارک ص:۴۹)

شہیدوں کی تین اقسام

(۴۰) حدیث: عتبۃ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
شہید تین قسم کے ہیں: ایک وہ مومن ہے جو اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کے دشمن کے ساتھ جنگ کی حالت میں قتل ہو جاتا ہے تو یہ شہید ہے عرش کے نیچے جنت میں ہو گا اور انبیاء علیہم السلام صرف نبوت کی وجہ سے اس سے اونچے ہوں گے۔ دوسرا وہ جو گنہگار ہو مگر اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے یہاں تک کہ دشمن کے ساتھ لڑائی میں شہید ہو جائے، یہ شہادت اس کی تمام گناہوں کو مٹادیں گی یقیناً تلوار گناہوں کو ختم کر دیتی ہے، وہ جنت کے جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو سکتا ہے، کیوں کہ کی جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو بعض بعضوں سے بہتر ہیں۔ تیسرا منافق ہے جو اپنے مال اور جان سے جہاد کرتا ہے، جب وہ مارا جائے تو وہ جہنم میں ہو گا کیونکہ تلوار اس کی منافقت کو مٹا نہیں سکتی۔

(احمد فی المسند باسنادٍ جید وابن حبان والطبرانی والبیہقی کمافی مشارع الاشواق: ۷۶۴/۲)

خلاصہ: جہاد کے فضائل لاتعداد اور بے شمار ہیں جن کی پوری تفصیل اس چھوٹے سے رسالے میں ممکن نہیں لہٰذا ہم نے ان چند احادیث پر اکتفا کیا۔ چونکہ آج کل مسلمان ''الولاء والبراء'' یعنی کفر کے

ساتھ دوستی اور دشمنی کو نہیں جانتے اور اکثر مسلمان کفار کے دوست بن گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں "الولاء والبراء" کی اقسام پر روشنی ڈالیں تاکہ امت مسلمہ مطلع ہو جائے۔ اور ایمان کے دائرے سے خارج نہ ہو جائے۔ اب ہم پہلے ان صورتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے ارتکاب سے آدمی اسلام سے نکل کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔

(فصل)

الولاء والبراء

الولاء والبراء کی ساری صورتوں کے بیان کرنے کیلئے ایک بڑی کتاب کی ضرورت ہے لیکن ہم یہاں مختصر طور پر ان کا ذکر یں گے۔

پہلی صورت: کفار کے ساتھ دوستی کرنا: کفر پر رضا یا کافر کو کافر نہ کہنا یا ان کے کفر میں شک کرنا یا کفر کے نظام کو صحیح کہنا، بھی کفر ہے۔(نواقض الایمان:۱۲۹)

وضاحت: اس دوستی کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب کفار کی خوشی پر وہ بھی خوش ہو جائے، یا ان کے جیتنے پر خوشی کا اظہار کرے، یا کفار کے طرز عمل کو اپنائے اور بے دینی پر خوش ہو جائے، تو ایسی حالت میں وہ مسلمان نہیں رہ سکتا، کیونکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ کفر کے خلاف کامل بغض ہونا چاہیے اور جس کے دل میں کفر کے خلاف بغض نہیں وہ بلا اجماع دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دل میں محبت اور بغض دونوں کو مکمل ہونا چاہیے ان میں نقصان صرف ایمان میں نقصان کی وجہ سے آتا ہے، پس محبت اور رضا دونوں لازمی ہیں اگر یہ دونوں کفار کیلئے ہوں تو یہ کفر ہے اور اگر مسلمان کیلئے ہوں تو یہ ایمان ہے۔

دوسری صورت: کفار کے ساتھ دوستی: کفار کے ساتھ دوستی اور انہیں اپنا مددگار بنانا، یا ان کے دین میں شامل ہونا کفر ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ (آل عمران:۲۸)

مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو ظاہراً یا باطناً دوست نہ بنادیں۔ مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے ایسی صورت میں کہ تم سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

من اتخذ الكفار اعوانا وانصارا وظهورا يواليهم على دينهم ويظاهرهم على المسلمين فليس من الله فى شئ اى قد برئ من الله وبرئ الله منه بارتداده عن دينه ودخوله فى الكفر(الا ان تتقوا منهم تقاةً)اى الا ان تكونوا فى سلطانهم فتخافوهم على انفسكم فتظهروا لهم الولاية بالسنتكم وتخمروا العداوة ولا تشايعوهم على ماهم عليه من الكفر ولا تعينوهم على مسلم بفعل۔

جس نے کفار سے دوستی کی اور انہیں اپنا دوست اور مدد گار بنائے، مسلمانوں کے خلاف ان کا ساتھ دیا تو یہ شخص کسی بھی دین پر نہیں (یعنی) کافر ہے۔ یہ اللہ سے بیزار ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے، اس وجہ سے کہ وہ مرتد ہو کر اور کفر میں داخل ہو گیا ہے۔ مگر یہ کہ تم ان سے ڈرتے ہو اور یا ان کے زیر تسلط ہو تو ان کے ساتھ دوستی کا اظہار صرف زبان سے کرو نہ کہ دل کی گہرائیوں سے بلکہ دل میں ان کے خلاف دشمنی اور نفرت رکھو اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون مت کرو۔(تفسیر الطبری:٣/ ٨٢٢)

توضیح: امام ابن جریر رحمہ اللہ کے قول کے مطابق جو لوگ کفار کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اور انہیں اپنا دوست سمجھتے ہے وہ مرتد اور حلال الدم ہیں۔

اس قول کی روشنی میں وہ افغان جو روس یا امریکہ کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں دوستی کا ہاتھ دیتا ہے وہ کافر ہے خواہ وہ خلق و پرچم پارٹی کے لوگ ہوں یا کرزئی کی موجودہ حکومت میں شامل لوگ یا وہ سابقہ مجاہد تنظیمیں جو کرزئی حکومت میں کام کر رہی ہیں سب کے سب مرتد ہیں۔ اس طرح پاکستان میں وہ تنظیمیں بھی مرتد ہیں جو کفار کی آلہ کار ہیں اور انہیں بہتر سمجھتی ہیں۔ اگر کوئی اسلامی تنظیم بھی طاغوتی نظام کی تعریف اور توصیف کرتی ہو وہ بھی مرتدین میں شامل ہے۔ اس طرح وہ صدر اور وزیر اعظم بھی مرتد ہے جو کفار کی حمایت کرتا ہے۔ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتا ہے۔ یا مسلمان کو پکڑ کر کفار کے حوالہ کرتا ہے اگرچہ وہ اس کام کو اپنے ملک کیلئے حفاظت کا نام دیتا ہے یا کہتا ہے کہ ہم مجبور ہیں کیا کریں۔ اسی طرح صدر، حکومت کے اعلیٰ عہدے دار سے لیکر فوجی اور

پولیس تک جو بھی کفر کے نظام کی حمایت کرتے ہیں وہ سب کے سب مرتد ہیں اور ان کے خلاف جہاد فرض عین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (المائدة:٥١)

اے ایمان والو! تم یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا۔ بیشک وہ انہی میں سے ہو گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتے ان لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

من تولی الیهود والنصاری من دون المؤمنین فانه منهم ای من اهل دینهم وملتهم فانه لایتولی متول احداً الا وهو به وبدینه وماهو علیه راضٍ واذا رضیه ورضی دینه فقد عادی ما خالفه وسخطه وصار حکمه حکمه۔

جس نے مسلمانوں کے علاوہ یہود اور نصاریٰ کے ساتھ دوستی نبھائی تو وہ ان کی طرح کافر ہے یعنی ان کے دین اور ملت میں ہے کیوں کہ کوئی بھی دوستی نہیں کرتا ہے کسی کے ساتھ مگر اس کے دین ملت اور عقیدے پر راضی ہوتا ہے، جب وہ اس کے عقیدے پر راضی ہوا تو یقیناً اس نے اس دین کے ساتھ دشمنی کرلی جو یہود اور نصاریٰ کے خلاف ہے، پس دوستی کرنے والا اسی کے حکم میں شامل ہوا۔ (ابن جریر:٦/ ٢٧٧)

☆☆☆☆

امام ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صح ان قوله الله جل جلاله﴿ومن يتولهم منكم فانه منهم﴾انما هو على ظاهره بانه كافر من جملة الكفار وهذا حق لا يختلف فيه اثنان من المسلمين۔

یہ بات ثابت ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا قول﴿ومن يتولهم منكم فانه منهم﴾ اپنے ظاہر قول پر ہے کہ یہ دوستی کرنے والا کافر ہے اور کفار کی قطار میں شمار ہو گا۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ اس بات میں کسی بھی مسلمان کے درمیان اختلاف نہیں۔

(المحلی :۱۳/۳۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ: ﴿ومن يتولهم منكم فانه منهم﴾ کفار کے ساتھ دوستی کرنے والا انہی میں سے ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

((لايجتمع الايمان واتخاذهم الاولياء في القلب))

ایمان اور کفار کے ساتھ دوستی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (الایمان لابن تیمیه:۱۴)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ان الله قدحكم ولا احسن من حكمه انه من تولى اليهود والنصارى فهو منهم۔ ومن يتولهم منكم فانه منهم۔ فاذا كان اولياؤهم منهم بنص القرآن كان لهم حكمهم لانه مرتد بالنص والاجماع۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے اور اس سے اچھا فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ یقیناً جو بھی یہود اور نصاریٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے وہ انہیں میں سے ہیں۔ اور تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کر لی یقیناً وہ انہیں میں سے ہے جب ان کے ساتھ دوستی کرنے والے ان ہی میں سے ہیں تو ان کا حکم بھی کفار کی طرح ہے کیوں کہ یہ مرتد ہو چکے ہیں یہ بات نص اور اجماع کے مطابق ہے۔ (احکام اھل الذمة ۱/ ٦٧ ٦٩)

وضاحت: مفسرین اور علماء کے اقوال سے معلوم ہوا کہ عصر حاضر کے کافروں سے دوستی کرنے والے خواہ ہماری (پاکستانی) حکومت ہو یا افغانستان کی حکومت ہو مرتد اور واجب القتل ہیں۔ اسی طرح وہ صحافی اور مضمون نگار بھی مرتد ہیں جو کفار کے حق اور حمایت میں لکھتے ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی تیسری صورت: یہ ہے کہ ان کے بعض کاموں پر ایمان اور یقین رکھا جائے یا ان کے قانون کے رو سے فیصلہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا﴾ (النساء:۵۱)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ لوگ بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

فمن كان فى هذه الامة مواليا للكفار من المشركين اواهل الكتاب ببعض انواع الموالاة كايتانه اهل الباطل واتباعهم فى شئ من فعالهم ومقالهم الباطل كان له من الذم والعقاب والنفاق بحسب ذلك۔

جب اس امت کا کوئی فرد کفار، مشرکین اور اہل کتاب کے ساتھ دوستی کی اقسام میں سے کسی قسم کی دوستی کرے جیسے باطل پرستوں اور ان کے اتباع کے کسی فعل یا قول کو اپنائے تو اس طرح کے دوستی کرنے والے کیلئے اس کی دوستی کے موافق بدی، عذاب اور منافقت ہو گی۔ (فتاوی ابن تیمیة:۱۹۹/۲۸)

وضاحت: مذکورہ دوستی کے دائرے میں آج کل بہت سے مسلمان داخل ہیں۔ کیونکہ یہ نام نہاد مسلم حکمران کفری اور طاغوتی نظام پر راضی ہے اور یہ سب کے سب ایسے طاغوتی نظام کے سائے میں

اپنے فیصلے کرتے ہیں۔ خصوصاً پاکستان کی کچہری تو دارصل قران اور سنت کے خلاف بنائی گئی ہے۔ اور یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ فیصلہ صحیح ہوا ہے، بہت سے درباری علماء بھی اپنے فیصلے اسی قانون کے تحت کراتے ہیں۔ جو لوگ طاغوتی قانون کے ماتحت اپنے فیصلے کرواتے ہیں اور اسے صحیح مانتے ہیں وہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں کافر ہیں۔ کیوں کہ یہ ان کے ساتھ دوستی کی ایک صورت ہے۔ جو کہ کفر کی واضح صورت ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی چوتھی صورت: کفار کے ساتھ محبت کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفار کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾(المجادلۃ:۲۲)

جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم انہیں اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اخبر اللّٰہ انك لاتجدمؤمنا يواد المحادين اللّٰہ ورسوله فان نفس الايمان ينافي موادته فاذا اوحد الايمان انتفى ضده وهو موالاة اعداء اللّٰہ فاذا كان الرجل يوالى اعداء اللّٰہ بقلبه كان ذلك دليلا على ان قلبه ليس فيه الايمان الاجب۔

اللہ اپنے رسول کو خبر دیتا ہے کہ اے رسول! آپ ایک مؤمن کو ایسا نہ پاؤ گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرلے کیونکہ کفار کے ساتھ دوستی ایمان کے منافی اور ضد ہے۔ جب کسی کے دل میں ایمان ہو تو اسکے دل سے کفار کے ساتھ دوستی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان کفار کے لئے دل میں محبت اور دوستی رکھتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں ایمان موجود نہیں۔ (الایمان:۱۳)

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں :

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّي وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾(الممتحنة:١)

اے مسلمانو!میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤتم تو ان کی طرف محبت(کی بنیاد)ڈالتے ہو حالانکہ وہ اس(دین)حق سے کفر کرتے ہیں۔

وضاحت: یہ دونوں آیتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ اگر بھائی، باپ یا قبیلہ کے لوگ کافر ہو جائیں ۔یعنی امریکہ، انگریز،روس، چین، ہندوستان اور اسرائیل کے ساتھ دوستی کرنے لگیں۔یا ان کی تعریف کرنے لگیں تو ان آیتوں کی روشنی میں ایسے لوگ کافر ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ اور مسلمانوں کے دشمن کو اپنا دوست بنایا ہے۔

دوستی کی یہ صورت اکثر سیاسی تنظیموں میں موجود جیسے نیشنل پارٹی روس اور ہندوؤں کی دوست ہے۔ پیپلز پارٹی امریکہ اور انگریز کی دوست ہے۔اس کے علاوہ نام نہاد مسلم ممالک امریکہ کے سامنے دوستی کا دم بھرتی ہیں۔ یہ سب اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی پانچویں صورت: کفر کی طرف مائل ہونا اور اس پر اعتماد کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَلَاتَرْكَنُوٓا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ومالكم من دُونِ اللهِ مِن أولياء ثُمَّ لاتنصرونَ﴾ (هود:١١٣)

اوران لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنہوں نے ظلم کیا(ورنہ)پھر تمہیں دوزخ کی آگ لگ جائیگی اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہے پھر تمہیں مدد نہ دی جائیگی۔

اللہ جل جلالہ ایک اور آیت کریمہ میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلا، إِذًا لأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا﴾(الاسراء:۷۴، ۷۵)

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہنچتے۔(اگر ایسا ہوتا)تو ہم آپ کو حالت حیات میں اور موت کے بعد دوہرا (عذاب) چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

وضاحت: جب محمد ﷺ کو یہ خطاب کیا گیا ہے کہ اگر آپ نے کفر کی طرف تھوڑا سا بھی میلان کیا تو دنیا اور آخرت میں دوچند عذاب دیں گے تو کیا وہ نام نہاد کلمہ گو جو کفار کے ساتھ دوستی کرتے ہیں ان کے ساتھ مل کر مسلمان مجاہدین کو قتل کر ڈالتے ہیں، ان کے ٹھکانوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور پھر معذرت کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں تو کیا ایسے لوگ مسلمان رہ سکتے ہیں؟! ہرگز نہیں

کفار کے ساتھ دوستی کی چھٹی صورت: یہ ہے کہ دین کے بارے میں نرمی اور سستی سے کام لیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ﴾(القلم:۹)

کفار چاہتے ہیں کہ اگر تم نرم ہو جائیں تو وہ بھی نرم ہو جاؤ۔

مذکورہ دوستی میں آج کل اکثر مسلمان مبتلا ہو چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سختی کرنا اچھا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے دینی تعلیم کو چھوڑ کر انگریزی تعلیم کے حصول میں اپنی ساری عمریں گذار دیں۔ وہ مسلمان جو قرآن اور نبوی سنت پر عمل کرتے ہیں کفار انہیں متعصب اور دہشت گرد کہتے ہیں اور ان مسلمانوں کو جو دین میں سست ہیں اور کفار کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں تو انہیں کفار روشن فکر اور آزاد خیال کہتے ہیں۔ دراصل روشن فکر کا معنی یہ ہے کہ اسلام اور کفر دین اور بے دینی کو ایک سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَتَتَّبِعَنَّ سنن من كان قبلكم شبراً شبراً وزراعاً حتى لو دخلوا حجرضب تبعتموهم قلنايارسول الله صلى الله عليه وسلم!اليهود والنصارى؟قال فمن ؟۔

تم لوگ ضرور گذشتہ لوگوں کی متابعت کروگے ہر بالشت بالشت اورہاتھ ہاتھ کے برابر، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوں گے۔ تم بھی اس کام میں ان کی متابعت کروگے۔(صحيح البخاری:۷۳۲۰، مسلم: ۲۶۶۹)

وضاحت: اس حدیث میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ مثال پیش کی ہے کہ تم ضرور بالضرور، قول، فعل، رواج، عادات، عبادات اور دوسرے کاموں میں یہود اور نصاریٰ کی مشابہت کروگے۔

یہ واضح حقیقت ہے کہ مسلمان کفار کی جتنی زیادہ متابعت کریں گے اتناہی ذلیل اور خوار ہوں گے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کیاخوب فرمایاہے:

انا كنا اذل قوم فاعزنا الله بالاسلام فمهما نطلب العز بغير مااعزنا الله به اذلنا الله۔

ہم بہت ذلیل قوم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت بخشی اگر ہم جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت بخشی ہے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں عزت تلاش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کرئے گا۔(المستدرك :۱/ ۶۲۔ وصححه ووافقه الذهبی)

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد آج کل اُن نام نہاد مسلم حکمرانوں پر بجاطور پر صادق آتاہے جو اپنی عزت امریکہ اور انگریزوں کی متابعت میں دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی چاپلوسی کرتے ہیں اوران کے سامنے کتوں کی طرح دم ہلاتے ہیں مگر وہ ان کو ذلیل اور کمتر سمجھتے ہیں۔(خذلهم الله)

کفار کے ساتھ دوستی کی ساتویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ساتھ خصوصی دوستی اور راز داری سے کام لیاجائے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (آل عمران:۱۱۸)

اے ایمان والو! تم اپنے سوا کسی کو اپنا رازدار نہ بناؤ (کیونکہ یہ) تمہاری بربادی میں کمی نہیں کرتے (اور کافر) تمہاری تکلیف سے خوش ہوتے ہیں بیشک ان کے منہ سے عداوت معلوم ہوتی ہے اور جو (حسد) ان کے سینوں میں ہوا ہے سخت تر ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو بیشک ہم نے تمہارے لئے صاف صاف نشانیاں بیان کر دی ہے۔

وضاحت: مذکورہ آیت اُن مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منافقین کی مدح اور تعریف کرتے تھے اور ان یہودیوں سے دوستی اور رشتہ داری پالتے تھے جو ان کے دوست، اقرباء اور ہمسایہ رہ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مؤمنوں کے لئے آیت نازل فرمائی کہ ان سے دوستی اور رازداری سے اجتناب کیا کرو۔ (سبب النزول للواحدی:٦٨)

بطانۃ الرجل: بطانت اس دوست کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ رازداری ہو۔ اس میں دفتر کا منشی بھی داخل ہے، مطلب یہ کے دفتر میں کافر اور منافق آدمی کو اپنا منشی مت بنائیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میرا ایک منشی نصرانی ہے، انہوں مجھے فرمایا: تم پر کیا ہوا ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾

اے مؤمنو! یہود اور نصاری کے ساتھ دوستی مت کرو یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

پھر فرمایا: تم نے ایک موحد مؤمن کو کیوں منشی نہ بنایا؟ میں نے کہاوہ تو میرا صرف منشی ہے اس کا اپنا دین ہے اور میرا اپنا دین ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے عزت نہیں دیتاہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیاہے، میں انہیں بڑا انعام نہیں دیتاہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمت سے دور کیاہے، میں انہیں قربت نہیں دیتاہوں اس لئے کہ اللہ تعالی نے انہیں ہم سے دور کر دیاہے۔

(مسند احمد وتفسیر ابن کثیر ۶۸/۲، راجع نضرۃ النعیم:۵۵۸۱/۱۱)

کفار کے ساتھ دوستی کی آٹھویں صورت: یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے یعنی وہ مسلمانوں کو جو بھی کہیں اسے مان لیاجاے اور اس پر عمل کیاجائے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرح کی دوستی سے منع فرمایاہے:

جیساکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (کہف: ۲۸)

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل رکھاہے اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتاہے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ﴾(آل عمران:۱۴۹)

اے ایمان والو! اگر کافروں کا کہنا مانو گے تو وہ تمہیں (کفر کی طرف) الٹے پاؤں لوٹادیں گے (اور) پھر تم خسارہ اٹھاکے لوٹو گے۔

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں :

﴿وَإِنَّ الشياطِيْنَ لَيُوحُونَ إلى أوليائهم لِيُجَادِلُونَكُم وإن أطعتموهم إِنَّكُم لَمُشرِكُونَ﴾(الانعام :۱۲۱)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم دیتے ہیں تاکہ یہ تم سے (بے کار) جھگڑا کریں۔ اور اگر (خدانخواستہ) تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

وان اطعتموهم انكم لمشركون۔ حيث عدلتم عن امرالله لكم وشرعه الى قول غيره فقد تم عليه غيره فهذا هوالشرك كما قال تعالى:﴿اِتَّخَذُوٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

اگر تم نے ان مشرکوں کی اطاعت کی تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔ کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے امر اور شریعت سے دوسرے قول کی طرف پھر جاتے ہو اور یہی عین شرک ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انہوں نے ملاؤں او پیروں کو اللہ کے سوا حلال اور حرام کے بارے میں بااختیار بنا رکھا ہے۔ یعنی وہ جن چیزوں کو حرام کہتے ہیں یہ بھی حرام کہتے ہیں اور جن چیزوں کو حلال کہتے ہیں یہ بھی حلال کہتے ہیں۔ (التوبۃ:۳۱ تفسیر ابن کثیر :۳۲۲/۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ یہود اور نصاریٰ کی اطاعت کرنا یہودیت اور نصرانیت ہے پس جو لوگ یہود اور نصاریٰ کے اشاروں اور کہنے پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ جو بھی ہو ان کی طرح کافر اور مرتد ہے۔

کفار کیساتھ دوستی کی نویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ساتھ اس حالت میں بیٹھنا کہ وہ دین سے استہزاء اور مذاق کر رہے ہوں اور مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ کر سن رہا ہو۔ ایسی حالت میں مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور مسلمان نہیں رہ سکتا۔

اس کی مثال آج کل کے ان سیکولر اور کمیونسٹ پارٹیوں کی ہے جو اسٹیج پر کھڑے ہو کر دین اسلام اور علماء کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ان کے ساتھ جلسوں میں موجود مسلمان ان کی ہاں میں ہاں ملا کر انہیں داد

دیتے ہیں ان کیلئے زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ اس طرح کی تمام تنظیمیں اور ان کی حمایت کرنے والے کافر ہیں۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء:۱۴۰)

اور بیشک اس نے (اپنی) کتاب میں تم پر (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے۔ اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو تم ان (کافروں) کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ اسکے سوا کسی (دوسری) بات میں وہ گفتگو کرنے لگیں بیشک (اگر تم اس وقت ان کے پاس بیٹھو گے تو) تم بھی اس وقت ان کی مثل ہو (جاؤ گے) بیشک اللہ منافقوں اور کافروں کو ایک ساتھ دوزخ میں جمع کرنیوالا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

قوله:(انّكم اذا مثلهم)اى انكم اذا جالستم من يكفر بآيات الله ويستهزا بها وانتم تسمعون فانتم مثلهم ان لم تقوموا عنهم فى تلك الحال۔ وفى الآية دلالة واضحة على النهى عن المجالسة اهل الباطل من حمل نوع من الكفرة و المبتدعة والفسقة عند خوضهم فى باطلهم۔

اس آیت میں اس بات پر صریح دلیل ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل باطل سے مثلاً کفار، مشرکین، متبدعین، منافقین اور فاسقوں کے ساتھ بیٹھنے سے شدید اجتناب کریں خصوصاً اس وقت جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بول رہے رہوں۔

(تفسیر الطبری:۵/۲۳۰)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لاتدخلوا مساکن الَّذِین ظلموا انفسہم الاَّ ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل ما اصابہم۔

تم ظالموں کے مسکنوں میں داخل نہ ہو جاؤ مگر اس حالت میں کہ تم روتے ہو کہ کہیں نہ ان کی طرح تم پر بھی وہ عذاب مسلط نہ ہو جائے جو ان پر مسلط ہوا ہے۔

(مسند احمد رقم:۵۷۰۵، وصحیح البخاری:۴۴۱۹ ومسلم:۲۹۸۰)

مذکورہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کفار کے ساتھ مجلسوں، اسمبلیوں اور پارلیمنٹ میں بیٹھنا حرام ہے۔ اگر مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور انہوں نے اسلام اور مسلمانوں پر استہزا کیا اور یہ خاموشی سے سنتے رہے تو یہ لوگ بھی ان کی طرح کافر ہو جائینگے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی دسویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ساتھ دفتر میں کام کیا جائے جو لوگ ان کے ساتھ دفتر میں کام کرتے ہیں وہ آیت ﴿ومن یتولہم منکم فانہ منہم﴾ کے تحت داخل ہوں گے۔ تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کی وہ انہیں میں سے ہو گا۔

مسلمان کا ایمان اس وقت مکمل ہو گا جب کہ وہ کفار کے ساتھ ہر طرح کا تعاون اور مدد بند کرے کیونکہ اس طرح کے تعاون سے کفار کو قوت حاصل ہو گی۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس طرح کی دوستی اور تعاون سے اجتناب کرنا ہو گا۔ ورنہ اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی گیارھویں صورت: یہ ہے کہ انہیں امانت دار اور دیانت دار کہا جائے۔ آج کل کے اکثر مسلمان امریکیوں اور انگریزوں کو امانت دار کہتے ہیں، ایسا کہنا صریح کفر ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران:۷۵)

اور اہل کتاب میں سے بعض ایسے ہیں (کہ) اگر تم اسکے پاس ایک دینار (بھی) امانت رکھو تو جب تک تم ان (کے سر) پر کھڑے ہوئے (تقاضا) نہ (کرتے) رہو وہ تمہیں کبھی واپس (ہی) نہ دیں (اور) یہ (بد معاملگی) اس واسطے ہے کہ وہ کہتے ہیں جاہلوں (کا مال مار لینے) میں ہم پر کوئی جرم نہیں اور (وہ) دیدہ وہ دانستہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت اس بات پر واضح دلیل ہے کہ امریکی اور انگریز سب سے زیادہ خیانت کار ہیں۔ لیکن بعض مرتد مسلمان انہیں امانت دار اور صلح دوست کہتے ہیں ان کا یہ کہنا ان کے ارتداد پر دلالت کرتا ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی بارہویں صورت: یہ ہے کہ کفار کے اعمال پر خوشی کا اظہار کیا جائے، ان کے لباس کی طرح لباس اور ان کی شکل وصورت کی طرح اپنی شکل بنائی جائے جیسا کہ بہت سے جاہل لوگ دین سے بالکل بے خبر اور شرک وکفر کے سمندر میں غرق ہیں ان کی شکلیں، لباس، پینٹ، پتلون، بال وغیرہ کفار کی طرح ہیں، روزمرہ کی گفتگو میں انگریزی اور امریکی اصطلاحات استعمال کر رہے ہیں، یہ سب ان کے ساتھ دوستی اور محبت ہے جو در حقیقت اسلام سے ارتداد اور کفر کرنا ہے۔

(مجموعۃ التوحید:۱۷۷)

فائدہ: اگر کوئی مجاہد اپنی شکل کو کفار کی شکل کی طرح بنائے تاکہ اس کے ذریعہ کفار کو قتل کر ڈالے تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے محمد ﷺ سے اجازت مانگ لی کہ کعب

بن اشرف کے قتل کرنے کیلئے اپنی شکل کو ان کی طرح بنائے۔ امام ابوداؤدرحمہ اللہ نے اس حدیث کیلئے ایک مستقل باب باندھا ہے۔(باب فی العدو یؤتی علی نمرۃ ویتشبہ بھم:ابوداؤد ۲/۳۸۲)

کفار کے ساتھ دوستی کی تیرہویں صورت: یہ ہے کہ ان کے سامنے دست بستہ اور مطیع کھڑا رہے۔ ان کی عزت وتکریم کرے، اس طرح کے دوستی میں وہ مسلمان لیڈر شامل ہیں جو مسلمانوں پر زبردستی مسلط ہو چکے ہیں، مثلا: آج کل کے نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمران جو ان کے سامنے مطیع اور فرمانبردار کھڑے ہیں ان کی عزت و احترام کرتے ہیں، اسی طرح ان میں سیاف اور ربانی(کرزئی ،نواز شریف، عبداللہ آل سعودوغیرہم) بھی شامل ہیں کیوں کہ وہ بھی کفار کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ یہ دونوں اور ان کی طرح دوسرے لیڈر بھی مرتد ہیں جو امریکہ اور دوسرے کفار کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ان کے ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور یہ عناصر واجب القتل ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی چودھویں صورت: یہ ہے کہ کفار کے ظلم اور تجاوز کی پشت پناہی اور تعاون کیاجائے جیسا کہ آج کل افغانستان اور ہمارے ملک کے حکمران امریکہ اور انگریزوں کے ساتھ مل کر مجاہدین کے خلاف جنگ میں شریک ہیں۔ مجاہدین کے ٹھکانوں اور سرگرمیوں کے بارے میں انہیں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مرتدین کی مثال قرآن میں بیان فرمائی ہے: لوط علیہ السلام کی بیوی کافر تھی اس نے کافر قوم کی امداد کی وہ اس طرح کے لوط علیہ السلام کے مہمانوں (ملائکہ) کے آنے کی خبر اپنے بد عمل لوطیوں کو دیدی، اور یوں وہ اس کی وجہ سے مرتد ہوگئی۔ اسی طرح اس وقت بھی جو مسلمان کفار کے ساتھ تعاون کرتا ہے وہ کافر اور مرتد ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی پندرھویں صورت: یہ ہے کہ کفار کی خیر خواہی اور ان کی مدح سرائی کی جائے۔ یہ کام بھی ان کے ساتھ ایک طرح کی دوستی اور محبت ہے۔ جیسا کہ آجکل کے نام نہاد مسلمان ایسا ہی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ جاہل اور بے خبر مسلمان کو اب بھی خبر نہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اور دین میں اسکا قطعاً کوئی حصہ نہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی سولہویں صورت: یہ ہے کہ کفار کو تعظیم اور عزت کے القاب سے پکارا جائے یہ بھی ان کے ساتھ ایک قسم دوستی ہے کہ جب کوئی کافر اور ظالم لیڈر جیسا کہ بش اور اس کے ہمنوا، مسلمان ملک کا دورہ کرے تو مسلمان حکمران اور اسکی انتظامیہ ان کے سامنے مطیع اور جھکی کھڑی رہے۔ اسے جلال التمآب اور محترم کے نام سے پکارئے، اس طرح کے کام کرنے سے وہ مرتد ہو جاتے ہیں کیوں کہ وہ جہنم کے کتوں کو عزت واحترام کے القاب سے پکارتے ہیں۔ حالانکہ ﴿ومن یھن اللہ فماله من مكرم﴾ جسے اللہ ذلیل کرے ایسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اس آیت میں اس کی شدید مخالف اور مسلمانوں کو اس طرح کے کرنے سے منع کیا ہے۔

(تحفة الاخوان:١٩ للشيخ حمود التوبجری)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب راستے میں تمہارا یہود کے ساتھ آمنا سامنا ہو جائے تو انہیں تنگ راہ کی طرف جانے پر مجبور کرو۔ (مسلم:٢١٦٨،ابوداود: ٥٢٠٥)

وضاحت: جب وہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں اتنے ذلیل ہیں تو پھر انہیں اچھے اچھے القاب اور عزت واکرام سے نوازنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث سے انکار کیا ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی سترہویں صورت: یہ ہے کہ ان کے ملک میں سکونت اور رہائش اپنائی جائے، یہ بھی ان کے ساتھ ایک قسم کی دوستی ہے کہ ان کے ملک میں رہ کر ان کی جماعت اور قوت بڑھادی جائے۔ جیسا کہ آج کل بعض افغانی، پاکستانی، مرتد یورپ اور امریکہ میں رہائش پذیر ہیں اپنی شکلیں، اپنا لباس رسم ورواج اور عقیدہ سب کے سب ان کے اپنائے ہیں۔ اس طرح کے لوگ مرتد اور کافر ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

من جامع المشرك سكن معه فانه منه۔

جس نے مشرک کی موافقت کی اور ان کے ساتھ رہائش پزیر ہوا وہ انہی میں سے ہو گا۔ (یعنی مشرک ہے۔) (ابوداؤد:٢٧٨٧)

ایک اور حدیث میں ہے:

لاتساکنوا المشرکین ولاتجامعوھم فمن ساکنھم اوجامعھم فلیس منا۔

تم کفار کے ساتھ ملکر زندگی مت گذارو اور نہ ہی ان کے ساتھ موافقت کرو۔ اور جس نے ان کے ساتھ ملکر سکونت اختیار کی یا ان سے موافقت کی وہ ہم میں سے نہیں۔

(الحاکم فی المستدرک: ۲۰/۱۴۱ وقال صحیح ووافقہ الذھبی)

وضاحت: یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ کفار کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ان کے ملک میں رہائش پذیر ہونا، ان کے کاموں اور کردار کے ساتھ موافق ہونا ارتداد اور بے دینی ہے۔

کفار کے ساتھ دوستی کی اٹھارھویں صورت: یہ ہے کہ کفار کی تنظیموں میں شمولیت اختیار کی جائے اور ان کے منشور پر عمل کیا جائے، ان کے لئے جاسوسی کرنا اور مسلمانوں کا بھید ان کو بتانا، ان کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہونا، یہ سب امور کفر اور ارتداد میں داخل ہیں۔ آج کل کے دور میں اکثر لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ مثلاً بہت سے لوگ پیپلز پارٹی، نیشنل پارٹی، خلق پارٹی، پرچم پارٹی، افغان ملت پارٹی، دوستم پارٹی اور دوسری بے دین پارٹیوں میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ ساری پارٹیاں کفار کی طرف سے بنائی گئی ہیں اور ان کے تعاون سے چل رہی ہیں۔ اسی طرح وہ خفیہ ادارے جو مسلمانوں کی جاسوسی کر کے کفار کو پہنچا رہے ہیں وہ بھی مرتد اور واجب القتل ہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی انیسویں صورت: یہ ہے کہ مسلمان ملک سے کوئی آدمی کفر کے ملک جا کر وہاں یہ کہدے کہ مسلمان سے کافر اچھے ہیں۔ یہ کہہ دینا بھی ایک طرح کی دوستی کفر ہے جیسا کہ آج کل کے زمانے میں بہت سے لوگ امریکہ اور دوسرے ممالک میں جا کر کہتے ہیں کہ ان مسلمانوں سے تو وہ کفار اچھے اور بہتر ہیں جن میں ہم رہ رہے رہیں۔

کفار کے ساتھ دوستی کی بیسویں صورت: یہ ہے کہ کفار کی تنظیموں میں شامل ہو کر ان کی ترقی کیلئے جدوجہد کی جائے۔ مثلاً افغانستان میں خلق اور پرچم پارٹیاں وہ اپنے الحادی عقیدے پھلانے کیلئے بڑی زبردست کوششیں کر رہی ہیں تاکہ اپنے آقا کو خوش کر کے ان سے داد وصول کریں، اسی طرح

نیشنلسٹ قوتیں یہ کوششیں کر رہی ہیں کہ امریکہ اور دوسرے آقاؤں کی خوشی اور داد حاصل کریں۔ یہ سب پارٹیاں کفر اور ارتداد کے اعمال میں مصروف ہیں جو لوگ ان پارٹیوں میں شامل ہو کر ان کی ترقی کیلئے جدوجہد کرتے ہیں وہ مرتد اور کفر کے دائرئے میں داخل ہو جاتے ہیں۔

(الرِّدۃ بین الامس والیوم : ۴۰)

مختصر یہ کہ کفر کے ساتھ دوستی کی یہ بیس اقسام کفر اور ارتداد کے اسباب میں سے ہیں:

جو دلائل گذرے ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) کفر پر رضا۔

(۲) کفار کو اپنا مددگار اور معاون بنانا۔

(۳) ان کے قانون پر فیصلہ کرنا۔

(۴) ان کے ساتھ دلی محبت کرنا۔

(۵) ان پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔

(۶) دین کے حق میں ان کے سامنے سستی دکھانا۔

(۷) انہیں اپنا راز دار بنانا۔

(۸) ان کی اطاعت اور فرمان برداری کرنا۔

(۹) دین سے استہزاء کرتے وقت ان کے ساتھ بیٹھنا۔

(۱۰) ان کے ساتھ دفتروں میں منشی ہونا اور دوسرے کام وکاج کرنا۔

(۱۱) انہیں امانت دار کہنا۔

(۱۲) ان کی تکریم وعزت کرنا۔

(۱۳) ان کے کفری کاموں پر خوش ہونا۔

(۱۴) ان کے ساتھ ظلم میں تعاون کرنا۔

(۱۵) ان کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنا۔

(۱۶) انہیں عزت کے القاب سے پکارنا۔

(۱۷) ان کے ساتھ ایک ملک میں رہنا۔

(۱۸) ان کی تنظیموں میں شامل ہو جانا۔

(۱۹) ان کے ملک میں اس لیئے ہجرت کرنا کہ مسلمان اچھے لوگ نہیں۔

(۲۰) ان تنظیموں کی ترقی کیلئے کوشش کرنا جو کفر کیلئے کام کرتی ہیں۔

دوستی کی یہ ساری اقسام مسلمان کو ملت اور اسلام سے نکال کر کفر میں داخل کرواتی ہیں۔

مختصر یہ کہ جو شخص اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً اور قولاً کفار کے ساتھ تعاون کرتا ہے، جو مجاہدین کو دہشت گرد کہتا ہے وہ مرتد اور کافر ہے، اور اس کا قتل کرنا ہر مسلمان مجاہد پر لازم ہے، خواہ وہ حکمران یا مذہبی تنظیموں کے بڑے بڑے لیڈر ہوں یا حکومتی وزراء اور ان کے مشیر جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آتے ہیں۔

وہ صحافی اور مضمون نگار بھی جو مجاہدین کے خلاف مضامین لکھتے ہیں واجب القتل ہیں۔ اسی طرح وہ گمراہ شیوخ اور درباری ملا بھی جو طاغوتی نظام کے اسٹیج پر قرآن کی بے عزتی کرتے ہیں حکمرانوں کے تعاون اور مدد کیلئے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں یہ سب بھی واجب القتل ہیں وہ پولیس اور فوجی بھی واجب الدم ہیں جو کفری طاغوتی نظام کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کیلئے مسلمانوں کے خلاف لڑتی ہیں۔ وہ شعراء، مفکرین، روشن خیال اخبار نویس، رپورٹر اور اداکار جو مجاہدین کے خلاف اپنے عمل اور قول کے ذریعہ نقصان پہنچاتے ہیں مثلاً جب مجاہدین شہید ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ اتنے دہشت گرد مارے گئے اور جب مجاہدین کے ہاتھوں کوئی فوجی مارا جائے تو کہتے ہیں کہ ایک فوجی جوان شہید ہوا۔ یہ تمام امور کفر اور ارتداد سے تعاون کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسے لوگ سب کے سب واجب القتل ہیں اور مجاہدین پر لازم ہے کہ انہیں جہاں پائیں قتل کر ڈالیں۔

☆☆☆☆

جہاد کے مسائل

فدائی حملہ: اس سے پہلے کہ فدائی حملے کے بارے میں دلائل پیش کریں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ ایک فدائی حملہ ہے اور دوسرا انتحاری حملہ، فدائی حملہ اسے کہا جاتا ہے جس میں مجاہد کا مقصد شہید ہونا اور دشمن کو جانی اور مالی نقصان پہنچانا ہو۔ دوسرا انتحاری حملہ ہے اس میں دشمن کو نقصان پہنچانا اور اپنے لئے شہادت کی موت مقصد نہیں ہوتا ہے بلکہ ضعف اور بے صبری کی وجہ سے اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے۔ ایسا کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ رہا فدائی حملہ تو اللہ تعالیٰ فدائی حملہ کرنے والے مجاہد پر خوش ہوتا ہے۔ فدائی حملہ ایمانی قوت اور زبردست یقین کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جن میں دین کی نصرت اور کامیابی مطلوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کو فدائی حملہ کرنے والے مسلمان بہت پسند ہیں اور ان کے فدائی حملہ پر راضی اور خوش ہو جاتا ہے۔

فدائی حملے کے بارے میں دلائل

(۱) دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَ اللهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾(البقرة:۲۰۷)

اور بعض آدمی ایسا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) بندوں (کے حال پر) نہایت مہربان ہیں۔

سبب نزول: یہ آیت صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جن کا تعلق بنی نمر بن قاسط قبیلے سے تھا۔ عبد اللہ بن جدعان کا غلام تھا۔ جب اس نے اسے آزاد کیا تو روم سے مکہ مکرمہ آیا اور یہاں آکر مشرف بہ اسلام ہوا جب مدینے کو ہجرت کے لیئے روانہ ہوا تو قریش کے بعض افراد اس کو پکڑنے کیلئے نکلے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو اس نے اپنے گھوڑے سے اتر کر اپنی تیریں نکال لی پھر ان کی روبرو کھڑے ہو کر کہا: میں تم سے بہتر تیر انداز ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے

میری گرفتاری کیلئے ایک قدم بھی بڑھایا تو میں تم سب کو ڈھیر کر دوں گا۔ انہوں نے جواب میں کہا: ہم تمہیں اس طرح نہیں چھوڑیں گے کہ اتنے مال دولت سمیت مدینہ چلے جاؤ۔ تم یہاں فقیر آئے تھے۔ تم مکہ میں اپنے مال وحال کا پتہ بتادو تب ہی تمہیں جانے دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ عہد کر کے مدینہ گئے اور محمد ﷺ کے حضور میں پیش ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ نے اسے بتایا:

ربح البیع ابا یحیی تلا علیه الایة یعنی ابو یحیی۔

صہیب رضی اللہ عنہ نے اس تجارت میں نفع کمایا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(تفسیر ابن حاتم:۱/ ۱۴۲ و مشارع الاشواق:۱/ ۵۲۳)

اگرچہ یہ آیت صہیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم عام ہے۔(ابن کثیر)

(۲) **دلیل:** ہشام بن عامر الانصاری رضی اللہ عنہ نے دشمن کی دو صفوں کے اندر حملہ کیا جب بعض اصحاب نے اس پر ملامتی کی تو عمر بن الخطاب، ابوہریرہ رضی اللہ عنہما اور دیگر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر تنقید کی اور یہ آیت دلیل کے طور پر تلاوت فرمائی:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾ (تفسیر ابن کثیر:۱/ ۲۴۷)

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ دشمن کی صفوں کے اندر گھس کر حملہ کرنا فدائی حملہ ہے کیوں کہ اس سے بچ کر نکلنا ممکن نہیں۔

(۳) **دلیل:** ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای قد شروا انفسهم من الله بالجهاد فی سبيله والقيام بحقه حتی هلكوا علی ذلك يعنی السرية۔

انہوں نے جہاد کرنے کے بدلے میں اللہ کو اپنی جانیں فروخت کر دیں اور اللہ جل جلالہ کا حق پورا کرنے کیلئے قیام کیا حتی کہ اس راہ میں شہید ہو گئے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

(۴) **دلیل:** مدرک بن عوف الاحمسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ کہ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا، عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کون کون سے لوگ شہید ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ فلاں فلاں اشخاص شہید ہو چکے ہیں مگر دیگر اشخاص کو نہیں جانتا ہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ انہیں جانتا ہے۔ قاصد نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! ایک شخص نے اپنے آپ کو فروخت کیا (فدائی حملہ کیا) مدرک بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین t! وہ میرا ماموں تھا لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ((كذب اولئك ولكنه ممن اشتری الآخرة بالدنيا)) لوگ جھوٹ بولتے ہیں اس نے آخرت دنیا کے عوض خرید لی۔

(المصنف لابن ابی شيبة: ۵/۳۰۳ وسنده صحيح (مشارع الاشواق: ۱/۵۲۴)

(۵) **دلیل:** عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کفار کا ایک قافلہ مشرق کی طرف سے آیا، ان پر انصار کے ایک آدمی نے حملہ کیا وہ کفار کی صف کو چیرتے ہوئے باہر نکلا اور دوبارہ حملہ کیا اس نے دو تین بار ایسا کیا۔ سعد بن ہشام الانصاری رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو بیان کیا جواب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَاءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ﴾ (المصنف: ۵/۳۲۲ واسناده صحيح)

استدلال: اس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے جو کفار کے قافلے پر دو یا تین بار حملہ کیا اس میں غالب گمان یہ تھا کہ وہ شہید ہو جائے گا۔ سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ نے جب اس کا یہ قصہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو سنایا تو اس کا مطلب یہ بیان کرنا تھا کہ یہ فدائی حملہ تھا اور ہو سکتا تھا کہ وہ اس حملے میں شہید ہو جائے۔ تو ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے اس حملے کی تائید میں یہ آیت تلاوت کی پس اس سے معلوم ہوا کہ ایسا حملہ کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ بڑی بہادری کا کام بھی ہے اور یہ اللہ کے دین کی حفاظت کیلئے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کرنا ہے۔

(۶) **دلیل:** مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں شریک تھے، ایک شخص نے ہم سے آگے چل کر کفار پر (فدائی) حملہ کیا اور شہید ہوا۔ دوسرے لوگوں نے کہا: ((القی ھذا بیدہ الی التھلکۃ)) اس نے اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں ڈالا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ((لیس کما قالوا ھو من الذین قال اللہ فیھم)) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ﴾ ایسا نہیں جس طرح کے یہ لوگ کہتے ہیں: بلکہ یہ فدائی ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر فروخت کرتے ہیں۔ (ابن ابی حاتم بحوالہ مشارع الاشواق: ۱/۵۲۵)

(۷) **دلیل:** براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے کہا: اے ابوعمار رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرۃ: ۱۹۵) کا معنی یہ ہے کہ جب ایک مسلمان اور کسی کافر دشمن کا آمنا سامنا ہو جائے تو مسلمان اس کے ساتھ جنگ کر کے شہید ہو جائے یعنی فدائی حملہ کرے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: یہ بات نہیں بلکہ اس سے وہ آدمی مراد ہے جو گناہوں کا ارتکاب کر کے کہتا ہے کہ اللہ مجھے معاف کر دے گا۔

(المستدرك: ۲/ ۲۷۵، تفسیر ابن ابی حاتم: ۱/ ۱۲۸)

استدلال: امام ابن نحاس دمشقی رحمہ اللہ نے یہ حدیث فدائی حملے کے اثبات میں پیش کی ہے۔ (ملاحظہ ہو مشارع الاشواق: ۱/ ۵۲۶)

کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے براابن عازب سے پوچھا کہ اگر میں دشمن پر اکیلا حملہ کروں اور وہ مجھے قتل کرڈالیں کیامیں نے اپنے آپ کو خود ہی ہلاکت میں ڈالا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محمد ﷺ کو فرماتے ہیں کہ:

﴿فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ﴾ (النساء: ۸۴)

آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کو بجز آپ کے ذاتی فعل کے کوئی حکم نہیں۔

(۸) **دلیل:** ابو عمران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم روم کے شہر میں تھے۔ اچانک رومیوں کا ایک بڑا لشکر نمودار ہوا، مسلمانوں کا بھی ایک لشکر ان کے پیچھے چل نکلا۔ مصر کے مجاہدین کا امیر عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مجاہدین کا امیر فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک مجاہد نے رومیوں کے لشکر پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان کی صف میں گھس گیا۔ یہ دیکھ کر مجاہدین نے کہا: ((سبحان اللہ یلقی بیدہ الی التھلکۃ)) آپنے آپ کو خود ہی ہلاک کرڈالا۔ اس وقت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! یقیناً تم آیت: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ* البقرۃ: ۱۹۵﴾ کا مطلب یوں لیتے ہیں حالانکہ یہ آیت ہمارے انصار کے بارے میں اتری ہے، وہ یوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا اور اس کی مدد کرنے والے بڑھ گئے تو کچھ انصار نے کچھ دوسرے انصار کو کہا کہ ہمارا مال ضائع ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ بخشا ہے اور اسلام کی حمایتی بھی بڑھ گئے ہیں۔ اب اگر ہم اپنے مال وحال کی نگرانی کریں اور ان کی اصلاح کریں تو یہ ہمارے لیئے بہتر اور مفید ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ﴾ (البقرہ: ۱۹۵)

ہلاکت یہ ہے کہ آدمی جہاد چھوڑ کر اپنے کام وکاج اور تجارت میں مصروف رہے۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تمام عمر جہاد میں سرگرم تھے یہاں تک کہ روم کی سرزمین میں انتقال ہوا اور وہیں سپرد خاک کیے گئے۔

(سنن الترمذی: ۴/۲۸۰، ابوداؤد: ۳/۲۷، المستدرک: ۲/۲۷۵، ابن جریر: ۳/۵۹۰، والحدیث صحیح)

(۹) دلیل: امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود اور خباب رضی اللہ عنہما کو اکیلے جہاد کیلئے بھیجا تھا۔ اسی طرح ربیہ بن خلیفۃ الکلبی کو بھی اکیلے جہاد کرنے کیلئے بھیجا تھا۔
(السنن الکبری: ۹/ ۱۰۰، مشارع الاشواق: ۱/۵۲۷)

یہ واضح ہے کہ ایک یا دو افراد کفار کے بڑے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ ان کی شہادت یقینی ہے، رسول اللہ ﷺ کسی کو ہلاکت کے گھڑے میں نہیں ڈالتے، اس سے معلوم ہوا کہ فدائی حملہ رسول اللہ ﷺ کا عملی اور قولی سنت ہے۔

(۱۰) دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک اصحابی رضی اللہ عنہ بئر معونہ کے اصحاب میں سے پیچھے رہ گیا۔ اس نے ایک پرندے کو دیکھ لیا کہ وہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے اوپر اڑ تا تھا۔ اس نے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میں دشمن پر فدائی حملہ کروں گا تا کہ وہ مجھے شہید کر دیں، انہوں نے دشمن پر فدائی حملہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ جب عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس کا قصہ آپ ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کہ تم نے کیوں حملہ نہ کیا (یعنی تمہیں بھی اس کی طرح فدائی حملہ کرنا چاہیئے تھا)۔ (السنن الکبری: ۹/۱۰۰)

(۱۱) دلیل: یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کو کہا:

علی ای شیئٍ بایعتُم رسول اللہ ﷺ ؟ قال علی الموتِ۔

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس بات کی بیعت کر لی تھی؟ انہوں نے کہا موت کی۔ (صحیح البخاری: ۴۱۶۹۔ ۷۲۰۶، ومسلم ۱۸۶۰)

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ دین کی خاطر اپنے آپ کو مارنا تمام اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا جنہوں نے محمد ﷺ کے ساتھ فدائی حملہ کیلئے بیعت کی تھی۔

(۱۲) دلیل: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے غائب رہا انہوں نے آپ ﷺ کو کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تو پہلے سے اس جہاد سے غائب رہا جو آپ نے مشرکوں کے خلاف جہاد کیا۔ اگر میں دوسری بار مشرکوں کے خلاف جہاد میں حاضر

ہوا تو اللہ تعالیٰ مجھے دیکھے گا کہ میں کیا کام انجام دوں گا۔ جب غزوہ احد کا وقت آیا اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم جہاد کیلئے حاضر ہوے تو انس بن النضر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! میں آپ کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں کہ تیری راہ میں جہاد کروں گا اور کفر و شرک سے بیزار رہوں گا۔ پھر جنگ کے محاذ کی طرف آگے بڑھا اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے آمنا سامنا ہوا، اسے مخاطب ہو کر کہا: اے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ! اللہ کی ذات کی قسم مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے یہ کہہ کر دشمن پر اکیلا حملہ آور ہوا اور اس وقت تک جنگ کرتا رہا کہ کفار کے ہاتھوں شہید ہوا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بدن پر تلواروں اور تیروں کے اسی (۸۰) زخم دیکھے۔ کفار نے اس کے ہاتھ، ناک، کان وغیرہ اعضاء کو کاٹ ڈالا تھا۔ اس کی لاش اس کی بہن کے علاوہ کسی اور نے نہ پہچانی ہم (یعنی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم) کہتے تھے کہ آیت ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ (الاحزاب: ۲۳) انس بن النضر رضی اللہ عنہ اور اس کی طرح دوسرے مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

استدلال: کفار کے بڑے لشکر پر نضر بن انس رضی اللہ عنہ کا یہ حملہ اور اس پر رسول اللہ ﷺ کا خوش ہونا اور فخر کرنا اس بات پر روشن دلیل ہے کہ فدائی حملہ کرنا نہ صرف کہ جائز ہے بلکہ افضل ترین عمل ہے۔ جو لوگ فدائی حملے کو خودکشی کہتے ہیں وہ ان احادیث سے واقف نہیں ہے۔

(۱۳) **دلیل:** معاذ بن عفران رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! ﷺ:

مایضحك الرب من عبده قال غمسه یده فی العدو حاسراً فالقی درعاً كانت علیه وقاتل حَتّٰی قتل۔

کونسا وہ عمل ہے جس پر اللہ جل جلالہ خوش ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دشمن کی صف میں اکیلا برہنہ سر گھس آنا، معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنا زرہ پھینک کر جنگ شروع کی اور شہید ہوتے وقت تک بے جگری سے لڑتا رہے۔ (المصنف ابن ابی شیبۃ: ۵/۳۳۸)

یہ حدیث بھی فدائی حملے کی فضیلت پر بہترین دلیل ہے کیونکہ یہ سرے سے ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کفار کی صفوں میں گھس کر زندہ بچ نکلے۔

(۱۴) **دلیل:** ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من خير معاش الناس لهم رجل ممسكٌ عنان فرسه في سبيل الله يطير على متنه كلما سمع هيعة او فزعة طار عليه يبتغي القتل او الموت مظانه۔

لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام کو مظبوطی سے پکڑ کر اللہ کی راہ میں اُس کی پشت پر سوار ہو کر جارہا ہو۔ جب دشمن کی آواز یا خبر سن لے، یا خوف دیکھے تو وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور موت کی تلاش میں لگا رہے۔ (مسلم: ۱۸۸۹)

یہ حدیث بھی اس بات پر صریح دلیل ہے کہ کوئی آدمی اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے موت کی جگہ کی تلاش کرے تو یہ کام عین فدائی ہے جس سے بچ نکلنے کا قطعاً امکان نہیں۔

(۱۵) **دلیل:** یہ بھی ابو عوانہ رحمہ اللہ کا لفظ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ياتي على الناس زمانٌ احسن الناس فيهم رجل اخذ بعنان فرسه في سبيل الله كُلَمَّا بهيعة استوى على متنه ثم طلب الموت مظانه۔

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جس میں لوگوں میں سے وہی آدمی بہتر ہوگا جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑے ہوئے ہوگا۔ جب دشمن کے آنے کی خبر سن لے تو گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر اپنی موت کو طلب کرے۔ (ابوعوانہ: ۵۹/۵)

☆☆☆☆

(۱۶) دلیل: انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم جہاد کیلئے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بدر کے مقام پر دشمن سے آمنا سامنا ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو بھی آگے بڑھے گا میں اس سے زیادہ آگے بڑھوں گا۔ جب مشرکین کفار قریب آ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قوموا الی جنة عرضها السموات والارض؟قال عمیر بن الحمام رضی اللہ عنه یارسول اللہ ﷺ جنة عرضها السموات والارض؟قال نعم قال بخ بخ فقال رسول اللہ ﷺ مایحملك علی قولك بخ بخ؟قال لا واللہ یارسول اللہ ﷺ الا رجاء ان اکون من اهلها فاخرج تمرات من قرنه فجعل یاکل منهن ثم قال: ان انا حییت حتی اکل تمراتی هذه انها لحیاة طویلة فرمی بما کان معه من التمر, ثم قاتلهم حتی قتل رضی اللہ عنه۔

اس جنت کیلئے کھڑے ہو جائیں جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! ایسی جنت جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے تم نے واہ واہ کیا؟ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس وجہ سے کہ مجھے امید ہے کہ میں بھی اس جنت میں جاؤں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس جنت کے اہل ہو۔ وہ اپنے تھیلے سے کھجور نکال کر کھانے لگے، پھر کہا کہ ان کھجور کو کھا لینے تک تو بہت وقت لگے گا، کھجور کو پھینک کر جنگ کیلئے آگے بڑھے اور کفار کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ (مسلم: ۱۹۰۱)

(۱۷) دلیل: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ثلاثة یحبهم اللہ ویضحك الیهم ویستبشر بهم,الذی اذا انکشف فئة قاتل وراءها بنفسه فاما ان یقتل و اما ان نصره اللہ ویکفیه فیقول اللہ انظروا الی

عبدی هذا کیف صبر لی بنفسه والذی له امرئة حسنة وفراش لین حسن فیقوم من اللیل فیقول: یذر شهوته ویذکرنی ولو شاء رقد والذی اذا کان فی سفر و کان معه رکب فسهروا ثم هجعوا فقام فی السحر فی الضرآء والسراء۔

اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے محبت کرتا ہے اور ان پر خوش ہوتا ہے پہلا وہ آدمی ہے کہ جب وہ کفار کا کوئی ٹولہ دیکھ لے تو اکیلے ان پر حملہ کرے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے یا اللہ جل جلالہ اس کے ساتھ مدد کرے، اور اللہ اس کیلئے کافی ہو جائے، اللہ تعالی فرمائیں گے، میرے بندے کو دیکھو میری خاطر کس طرح تکلیف پر صبر کیا۔ دوسرا وہ آدمی جس کی خوبصورت بیوی ہو۔ وہ رات کے وقت اپنے گرم اور نرم بستر سے اٹھ کر تہجد نماز پڑھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس نے میری خاطر شہوت چھوڑ کر میری یاد میں لگ گیا، اگر وہ چاہتا تو اپنے بستر میں سو جاتا۔ تیسرا آدمی وہ جو سفر میں ہو اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں۔ مگر وہ رات کے وقت اٹھ کر عبادت کرے اور پھر سو جائے اور فجر کے وقت مشکل کے باوجود خوشی کے ساتھ اٹھ جائے۔ (قال الهیثمی و رجاله ثقات، مجمع الزوائد: ۲/ ۲۵۵)

استدلال: اس حدیث کے پہلے ٹکڑے سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدائی حملے کا بہترین اجر اور ثواب بیان فرمایا ہے اور فدائی حملہ کرنیوالے کیلئے جنت کو لازم قرار دیا ہے۔

(۱۸) **دلیل:** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب دو اشخاص کے بارے میں نصیحت کرتا ہے: ایک اس شخص کیلئے جو اپنے گرم اور نرم بستر سے نماز کے ساتھ محبت کی سے وجہ اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرماتے ہیں میرے بندے کو دیکھو کہ اپنے بستر سے میرے ساتھ محبت اور مجھ سے خوف کی وجہ سے اٹھتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے جب اس کے ساتھی مغلوب ہو جائیں اور وہ جان لیں کہ ہم مغلوب ہوئے ہیں اسے دوبارہ رجوع کی امید بھی نہ ہو مگر وہ دوبارہ مڑ کر دشمن کے خلاف لڑئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں فرمائیں گے میرے بندے کو دیکھو جو جہاد کیلئے دوبارہ اس لئے مڑا کہ اس

نے مجھ سے اپنی امید وابستہ کر رکھی ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہوا۔(مسنداحمد:۲۲/٦،ابن ابی شیبۃ:۳۱۳/۵ واسنادہ صحیح)

امام ابن النحاس الدمشقی الشہید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ولولم یکن فی الباب الا ھذا الحدیث الصحیح لکفانا فی الاستدلال علی فضل الانغماس۔

اگر اس مسئلہ میں اس صحیح حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث نہ ہوتی تو تنہا یہ حدیث بھی اس بات پر کافی تھی کہ ایک مجاہد کو دشمن کے ایک ٹولے کے اندر گھس کر ان کے ساتھ لڑنا بڑا افضل عمل ہے۔(مشارع الاشواق ۵۳۲/۱)

(۱۹) **دلیل:** سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے: جب لٹیرے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو بھگا کر لے گئے تو سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا اور ان سے لڑے یہاں تک کے لٹیروں سے اونٹوں کو چھین لیا۔(یہ طویل حدیث مسلم ۱۸۰۷ مسند احمد ۴/ ۵۲ وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے)

مطلب یہ کہ یہ حدیث بھی اس امر پر دال ہے کہ فدائی حملہ اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ افضل ترین عمل ہے۔

(۲۰) **دلیل:** براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی کے پاس انصار کے کئی آدمیوں کو بھیجا،ان کا سردار عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ابورافع رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کو مدد کرتا تھا حجاز میں اس کا قلعہ تھا اس میں رہا کرتا تھا۔ خیر یہ لوگ جب اس قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج ڈوب گیا تھا۔لوگ اپنے اپنے جانوروں کو چرا کر لوٹ چکے تھے،عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، تم یہاں(قلعہ کے باہر)اس جگہ بیٹھے رہو، میں جاتا ہوں،اور دربان سے مل ملا کر قلعہ کے اندر جانے کی تدبیر

کرتاہوں،وہ آئے قلعہ کے درازے پر پہنچ کر کپڑا ڈھانک کر اس طرح بیٹھے، جیسے گویا رفع حاجت کر رہاہوں، قلعہ کے لوگ سب اندر جاچکے تھے۔ دربان نے آواز دی اواللہ کے بندے تو اندر آتا ہے تو آجا، میں دروازہ بند کرتاہوں۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں قلعہ داخل ہو گیااور چھپ رہا،جب قلعہ والے سب اندر آچکے تو دربان نے دروازہ بند کیا اور کنجیاں ایک کیل پر لٹکا دیں(دربان غافل ہو گیا) میں نے اٹھ کر کنجیاں لیں اور قلعہ کادروازہ کھول دیا(تاکہ بھاگتے وقت آسانی ہو)ادھر ابورافع کے پاس رات کو داستان ہواکرتی تھی وہ اپنے بالا خانوں میں بیٹھا تھا۔جب داستان گو چل دیئے(ابورافع لیٹ گیا)تو میں بالاخانے پر چڑھا، اور جس دروازے میں گھستا تھا۔اس کو اندر سے بند کر لیتا تھا،میرامطلب یہ تھا کہ اگر لوگوں کو میری خبر ہو جائے جب بھی ان کے پہنچتے پہنچتے تک(دروازے توڑنے تک)میں ابورافع کا کام تمام کر ڈالوں، خیر میں ابورافع تک پہنچا،وہ ایک اندھیری کوٹھری میں اپنے بال بچوں کے بیچ میں سورہاتھامجھے اس کا ٹھکانہ معلوم نہ ہوا،گھر میں کہاں ہے؟ آخر میں پکارا،ابورافع ،اس نے کہاکون ہے میں اسی طرف جھکااور آوازپر تلوار کی ایک ضرب لگائی،میرادل خوب دھک دھک کر رہاتھا(دہشت بھراتھا)اس ضرب سے کام نہ نکلا اور ابو رافع چلایا،میں کوٹھری کے باہر آگیا، تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر کوٹھری میں گیا اور میں نے(آوازبدل کر)پوچھا،ابورافع تم چلائے کیوں!وہ (مجھ کو اپنا آدمی سمجھ کر) کہنے لگا،ارے تیری ماں مرے ابھی ابھی کسی نے اس کوٹھری میں مجھ پر تلوار کاوار کیا،یہ سنتے ہی میں نے اس پر ایک اور ضرب لگائی،اگرچہ اب کے اس کو کاری زخم لگا،پر وہ مرا نہیں، آخر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھی(اور خوب زوردیا)وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی،جب مجھے یقین ہوا گیا کہ میں نے اس کو مارڈالا،اس وقت میں لوٹا،ایک ایک دروازہ کھولتاجاتا تھا۔ سیڑھیوں پر پہنچ کر اتر رہاتھا۔ میں سمجھا کہ اب زمین آگئی،چاندنی رات تھی، میں گر پڑا،میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ مگر میں نے عمامہ سے اس باندھ لیا، اور وہاں سے چلتاہوا(قلعہ کے باہر آکر)دروازے پر بیٹھ گیا(میں نے اپنے دل

میں) کہا میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک مجھ کو ابورافع کی موت کا یقین نہ ہو جائے، جب مرغ نے اذان دی (صبح ہو گئی) اس وقت قلعہ کی دیوار پر موت کی خبر دینے والا کھڑا ہوا، پکارنے لگا۔ (لوگوں) ابورافع حجاز کے سوداگر مر گئے یہ سنتے ہی میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور ان سے کہا جلدی بھاگو! اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا۔ وہاں سے (بھاگتا ہوا) رسول اللہ ﷺ تک پہنچا۔ اور تمام قصہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا، ذرا اپنا پاؤں پھیلاؤ! آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا مجھے اس معلوم ہوا جیسے اس پاؤں پر کوئی صدمہ نہیں ہوا۔ (صحیح البخاری: ۴۰۴)

خلاصہ : اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں لیکن ہم نے اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیئے۔ مذکورہ احادیث اس امر پر دلیل ہیں کہ فدائی حملے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے جاری ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے بذات خود فدائی حملوں کی ترغیب دلائی ہے لہٰذا اسے ہلاکت کہنا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

دوسرا مسئلہ: جہاد کے میدان سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے

مجاہد کو چاہیے کہ میدان جہاد سے فرار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ﴾ (الانفال:۱۵،۱۶)

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے جہاد میں دُو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا۔ اور جو شخص ان سے اس موقع پر (مقابلہ کے وقت) پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کی تدبیر کرنے والا ہو یا (مسلمانوں کی) کسی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو تو بیشک وہ (میدان جنگ سے) اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

اجتنبوا السبع الموبقات قیل یارسول اللہ ﷺ وما ھن؟قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الابالحق واکل مال الیتیم واکل الرباء والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اپنے آپکو محفوظ رکھو، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی چیزیں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک کرنا، جادو، سحر، اس آدمی کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھرایاہے مگر حق کے ساتھ، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جنگ سے فرار ہونا اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا جو بے خبر ہوں۔

(بخاری:٦٨٥٧,مسلم رقم:٨٩)

تیسرا مسئلہ :فرض کفایہ جہاد کب فرض عین ہو گا؟

فرض کفایہ جہاد اس وقت فرض عین ٹھہر تا ہے جب آدمی جنگ کے میدان میں اتر جائے، میدان میں اُترنے کے بعد جہاد سے فرار ہونا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کسی کے کارتوس ختم ہو جائیں یا اس کا ہتھیار ناکارہ ہوا تو اسے چاہیے کہ وہ پتھر یا دوسری چیزوں سے اپنا دفاع کرے، اس کیلئے فرار حرام ہے۔ اگرچہ اسے یقین ہو کہ موت یقینی ہے۔

حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں مشرکین کی صف میں گھس جاؤں اور قتل ہو جاؤں تو کیا میں جنت جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ہاں جنت میں جاؤگے۔ وہ شخص مشرکین کی صف میں گھس گیا اور ان کے ساتھ قتال شروع کیا، یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں قتل ہوا۔(مشارع الاشواق:١/٥٧٠)

مذکورہ مسئلہ اس امر پر مبنی ہے کہ اگر میدان جہاد میں اس کا باقی رہنا دشمن کو نقصان پہنچتا ہو یا ان کے دلوں میں خوف کا باعث بنتا ہو تو پھر اس کیلئے میدان جہاد سے فرار حرام ہے، لیکن اگر کفار کو نقصان

نہ پہنچا ہو تو پھر اسے میدان سے نکلنا چاہیے تاکہ اپنے آپ کو بے جا ہلاکت میں نہ ڈالے۔ (مشارع الاشواق:۵۷۰/ا روضۃ الطالبین۱۰/ ۲۴۹، والمغنی۔ ۸/۴۸۵)

چوتھا مسئلہ: جہاد اور دوسری عبادات میں نیت معتبر ہے۔

چونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے تو مجاہد کو چاہیے کہ جہاد میں ثواب حاصل کرنے اور اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی نیت کی ہو۔

(صحیح البخاری:۱۰، مسلم:۱۵۱۵ ابوداؤد,۶۵۱، والترمذی:۱۶۴۷)

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

سئل رسول اللہ ﷺ عن الرجل یقاتل شجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل ریآءً أی ذلك فی سبیل اللہ؟فقال رسول اللہ ﷺ: من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فی سبیل اللہ۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جہاد اپنی شجاعت دکھانے کیلئے کررہا ہے کہ لوگ مجھے بہادر کہیں، یا قومیت کی خاطر یا دکھاوے کی خاطر کونسا جہاد صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کا جہاد فی سبیل اللہ ہے جو دین کے سربلندی کیلئے لڑے۔(مسلم:۱۹۰۴ والبخاری والترمذی:۱۶۴۶، ابن ماجۃ:۲۷۱۳)

پانچواں مسئلہ: جہاد پر اجرت لینا

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جہاد پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ جو ائمہ جہاد پر اجرت لینے کو جائز سمجھتے ہیں وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ اپنے جہاد کو اجرت پر مشروط نہ کرے کہ اگر اجرت نہ ہو تو وہ جہاد نہیں کرے گا۔ اگر کسی کی نیت صرف پیسہ ہو تو اسے نہ ثواب ملے گا اور نا ہی اس کا جہاد صحیح ہو گا،

اگر شہید ہو جائے تو شرعاً شہید نہ ہو گا۔ البتہ اگر جہاد کے میدان میں خلوص نیت سے حاضر ہوا اور اخلاص کے ساتھ جہاد کیا تو امید ہے کہ وہ شہید ہو گا۔ مگر احادیث میں جن صبح وشام اور گرد غبار کا اجر بیان ہوا ہے وہ اس سے محروم ہو گا کیوں کہ اس کے دل میں اخلاص بعد میں آیا ہے۔

ہاں اگر مجاہد اتنا غریب ہو کہ اپنے خرچہ کیلئے بھی اس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو وہ پھر اپنا خرچہ کیلئے لے سکتا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

للغازی اجرۃ وللجاعل اجرہ واجر الغازی۔

غازی کیلئے اپنا اجر ہے اور جو شخص اسے خرچہ دیتا ہے تو اس کیلئے خرچہ اور غازی کا اجر ہے۔

(ابوداؤد: ۳/۳۷، والحدیث صحیح)

امام شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فیکون للغازی اجر سعیه وللجاعل اجران، اجر اعطاء المال فی سبیل اللہ واجر کونه سببا لغزو ذلك الغازی۔

غازی کیلئے اُس کی کوشش کا اجر ہے اور خرچہ کرنے والے کیلئے دو اجر ہیں ایک فی سبیل اللہ خرچہ دینے کا اور دوسرا غزا کرنے کا جو یہ غازی سرانجام دیتا ہے۔ (عون المعبود: ۱۰۹۷)

چھٹا مسئلہ: اگر کوئی شخص گھر سے جہاد کی نیت سے نکلا مگر راستے میں مر جائے تو وہ بھی شہید ہے۔

اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ قُتِلُوْآ اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ اِنَّ اللهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ (الحج:۵۸)

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلے میں) قتل کیئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایک عمدہ رزق دے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے اچھا دینے والا ہے۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فی سبیل اللہ مجاہد کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو نماز میں زیاد کھڑا ہونیوالا اور روزہ رکھنے والا ہو، نماز اور روزہ اسے تھکا دئے، یہاں تک کہ وہ اپنے اہل وعیال کو لوٹ آئے غنیمت اور اجر کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ اسے فوت کر دے اور جنت میں لیجائے۔

(ابن حبان موراد الظمان:۱۵۸۴۔ مسلم: ۱۸۷۸، والبخاری والنسائی:۶/۱۷)

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من قُتل فی سبیل اللہ او مات فھو فی الجنۃ۔

جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا یا اپنی موت مر گیا وہ جنت میں ہو گا۔

(ابن ابی شیبۃ ورجالہ ثقات والحاکم وصححہ مشارع الاشواق:۱/۶۵۱)

فی سبیل اللہ مقتول اور اپنی موت پر مرنے والوں کے درمیان فرق

1۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کے زخموں کا ثواب زیادہ ہے، قیامت کے دن اس کے زخموں سے تازہ خون بہتا رہے گا جس کا رنگ تو خون کا ہو گا لیکن خوشبو مشک و عنبر کی، اور جو مجاہد اپنی موت مر گیا ہو وہ اس طرح کا نہ ہو گا۔

2۔ اللہ کی راہ میں مقتول شخص قیامت کے دن دنیا کو واپس جانے کی آرزو کرے گا، مگر اپنی موت مرا ہوا مجاہد اس کی آرزو نہیں کرے گا۔

3۔ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا سارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، مگر جو مجاہد اپنی موت پر مرا ہو وہ اس سے محروم ہے۔

4۔ مجاہد اپنی موت پر مرا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی لیکن مقتول فی سبیل اللہ کی (جہاد کے دوران شہید ہونے والے کی) نہ نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور نہ ہی غسل دیا جائے گا۔

5۔ مقتول فی سبیل اللہ قبر کے فتنے سے محفوظ ہوتا ہے مگر اپنی موت مرا ہوا مجاہد اس سے محروم ہے۔

6۔ مقتول فی سبیل اللہ کی روح سبز پرندوں کی طرح ہو گی اور جنت میں اڑتی رہے گی۔ مگر اپنی موت پر مرا ہوا مجاہد اس طرح نہ ہو گا۔

شہادت کے امتیازات

1۔ دوبارہ قتل ہونے کی تمنی کرنا۔

جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ:

جنت میں جانیوالوں میں سے شہید کے علاوہ کوئی شخص بھی یہ تمنا نہیں کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا کو میں جائے۔ مگر فی سبیل اللہ شہید یہ تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں بھیجا جائے اور دس

بار اللہ کی راہ میں شہید کیاجائے، اس عزت اور مقام کی وجہ سے جواللہ تعالیٰ نے اسے بخشاہے۔(صحیح البخاری:۳/۲۰۸ مسلم: ۱۸۷۷)

2۔فی سبیل اللہ شہید ہونا ان سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جو اللہ اور اس کے درمیان ہیں:

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں ہے کہ جب ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

یارسول اللّٰہ ارئیت ان قتلتُ فی سبیل اللّٰہ اتکفر عنی خطایای؟ فقال رسول اللّٰہ ﷺ نعم, ان قتلت فی سبیل اللّٰہ وانت صابر محتسب مقبل غیر مدبر۔ ثم قال رسول اللّٰہ ﷺ کیف قلت؟ قال ارءیت ان قتلت فی سبیل اللّٰہ اتکفر عنی خطایای؟ فقال رسول اللّٰہ ﷺ نعم و انت صابر محتسب مقبل غیر مدبر الا الدین فان جبریل قال لی ذلک۔

اے رسول اللہ ﷺ! مجھے بتاؤ کہ اگر مجھے اللہ کی راہ میں قتل کیاجائے تو کیا میرے گناہ معاف کئے جاینگے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تمہیں شہید کر دیا گیا اور تم صابر ہو اور ثواب کی نیت رکھتے ہو اور فرار ہونے والے نہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ اس سے دریافت کیا کہ تم نے کیا پوچھا تھا؟ اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ، مجھے بتاؤ کہ اگر مجھے اللہ کی راہ میں قتل کیاجائے تو کیا میرے گناہ معاف کئے جایں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شرط پر کہ تم ثواب حاصل کرنے والا، آگے بڑھنے والا اور پیچھے ہٹنے والا نہ ہو، مگر یہ کہ تم پر کسی کا قرض نہ ہو۔ کیونکہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ایسا ہی کہا ہے۔

(مسلم وغیرہ، مشارع الاشواق:۱/۷۲۰)

3۔شہید پر فرشتے اپنے پر پھیلاتے ہیں:

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

میرے والد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، جن کا مثلہ کیا گیا تھا۔جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان کی لاش رکھی گئی تو میں نے اس کے چہرے سے چادر اٹھانے کا ارادہ

کیا مگر قوم نے مجھے روکا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی آواز سن لی جو کہ رورہی تھی، کسی نے کہا کہ یہ عمرو کی بیوی، یا بیٹی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تم کیوں روتی ہو؟ فرشتوں نے اس پر اپنے پروں سے سایہ کیاہوا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد: ۳/۲۰۸ و مسلم فی فضائل الصحابۃ۔ مشارع الاشواق: ۱/۴۲۲)

4۔ خالص فی سبیل اللہ شہادت جنت کو واجب کر دیتی ہے۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے پہلے وہ تین اشخاص پیش کیے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ پہلا شہید، دوسرا بھیک مانگنے سے اپنے آپکو بچانے والا، تیسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی ٹھیک عبادت کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہو۔

(الترمذی: ۴/۱۷۶ فی فضائل الجہاد و احمد: ۲/۴۲۵، و فیض القدیر: ۴/رقم: ۵۴۱۹)

5۔ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں جنت میں سیر کرتی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تمہارے بھائی (احد) میں شہید ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھدیں اور وہ جنت کی نہروں میں ہیں اور جنت کے میوے کھاتی ہیں پھر عرش کے نیچے سونے کے پنجروں میں واپس آتی ہیں۔ (ابوداؤد: ۲۵۲۰ حدیث صحیح)

6۔ شہید سے قبر میں سوال و جواب نہیں ہو گا۔

راشد بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یہ کیا وجہ ہے کہ قبر میں دوسرے مومنوں سے تو سوالات کئے جاینگے لیکن شہید سے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سوال و جواب کی جگہ اس کے سر پر تلواروں کی چمک اور شور کافی ہے۔ (النسائی: ۴/۹۹)

شہید اپنے رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

شہید اپنے اہل بیت کے ستر رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔

(ابوداؤد: ۲۵۲۲، والموارد: ۱۶۱۲، والسنن الکبری للبیہقی: ۹/۱۶۴ صحیح الجامع الصغیر: ۶/۳۴۲)

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ شہید کیلئے سات خصوصیات ہیں:

۱۔ شہید کا خون زمین میں گرنے سے پہلے اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔

۲۔ جنت کو اپنی قبر سے دیکھ لے گا۔

۳۔ اسے ایمان کا لباس پہنایا جائے گا۔

۴۔ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

۵۔ قیامت کے بڑے خوف سے مامون رہے گا۔

۶۔ اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جو دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

۷۔ ستر خوبصورت اور سیاہ آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا۔ اور اپنے گھرانے کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔

8۔ شہید خون خشک ہو جانے سے پہلے حوروں کو دیکھتا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شہیدوں کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شہید کا خون زمین پر خشک ہونے سے پہلے پہلے دو حوریں اس کے قریب آجائیں گی ان کے ہاتھوں میں دنیا ومافیہا سے بہتر جنت کا لباس ہو گا۔

(مصنف عبدالرزاق: ۹۵۶۱، وابن ابی شیبۃ: ۵/۲۹۰, وابن ماجہ ۲۷۹۸)

9۔ شہید شہادت پانے کے وقت چیونٹی کے کاٹنے کے برابر درد محسوس کرے گا۔

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یجدُ الشہید من مس القتل الا کما یجد احد کم من مس القرصۃ۔

شہید قتل کے درد کو چیونٹی کے کاٹنے کے برابر محسوس کرے گا۔

(الترمذی:۱۶۶۸، والنسائی:۶/۳۶، وابن ماجہ:۲۸،۲, والموارد:۱۶۱۳، واحمد فی المسند:۲/۲۹۷والبیہقی:۹/۱۶۴)

10۔ انبیاء علیہم السلام صرف نبوت کی وجہ سے شہید پر فضیلت رکھتے ہیں :

عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مقتولین تین طرح کے ہیں، ایک وہ جو اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کر رہا ہو یہاں تک کے دشمن ساتھ لڑ کر قتل کیا جائے، یہ وہ شہید ہے جو اللہ جل جلالہ کی جنت میں ہو گا عرش کے نیچے، اس پر انبیاء صرف نبوت کی وجہ سے درجہ میں فضیلت رکھتے ہیں۔

(مشارع الاشواق:۲/۷۶۳)

شہید کے ان دس خصوصیات کے علاوہ اور بھی ہیں لیکن اختصار کی خاطر ہم نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔

آٹھواں مسئلہ: جہاد کے آداب

شریعت محمدی ﷺ جس طرح کے فرائض، سنن اور مستحباب کا جامع ہے اسی طرح ہر نیک عمل میں آداب کا جامع ہے، چونکہ شریعت محمدی ﷺ میں جہاد ایک چوٹی کی حیثیت رکھتی ہے لہذا اس کے بعض آداب شریعت کی روشنی میں ذیل بیان کئے جاتے ہیں۔

1۔ اخلاص: اخلاص معنی یہ ہے کہ اپنا عمل شرک اور ریاکاری سے پاک رکھا جائے۔ اور مسلمان ہر دینی عمل میں اخلاص کو سب سے پہلے مد نظر رکھے، کیونکہ اخلاص بنیادی چیز ہے اور کوئی بھی عمل اخلاص کے بغیر قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَ مَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعۡبُدُوا اللهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ﴾ (البينة:۵)

حالانکہ لوگوں کو (کتب سابقہ میں) یہی حکم ہوا تھا کہ عبادت صرف اللہ کیلئے خاص رکھیں۔

حدیث قدسی میں ہے:

من عمل عملا اشرك فيه مع غيري تركته وشركه۔

جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو ترک کرتا ہوں۔ (مسلم ۴/ ۲۲۸۹ من ابوهريره رضی الله عنه)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

انما الاعمال بالنيات۔

تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ (صحيح البخاری: ۵۴، مسلم ۱۵۱۵)

یہ دلائل اس بات پر واضح ثبوت ہیں کہ شرعی عمل میں نیت بہت ضروری ہے بالخصوص جہاد میں کیونکہ مجاہد میں ریاکاری بہت جلد داخل ہو جاتی ہے اس لیئے کہ جہاد شیطان پر ایک بڑا بوجھ ہے وہ اس کے بربادی کیلئے بہت زیادہ کوشش کرتا رہتا ہے۔

2۔ مجاہد کا تقویٰ دار ہونا ضروری ہے:

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ تنہا یہ کہ تقویٰ کا عام حکم دیا ہے بلکہ تقویٰ کی مدح بھی کی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللهَ وَ لاَ تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾(احزاب:۱)

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین انسانوں کو تقوی کی وصیت فرمائی ہے:

﴿وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللهَ﴾(النساء:۱۳۱)

اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

اسی طرح ہر نبی اپنی قوم کو تقویٰ کا حکم دیتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللهَ وَ اَطِيْعُوْنِ﴾ (الشعراء:۱۰۸)

اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

تقویٰ کی صفت اور مدح اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے۔

﴿وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾(الاعراف:۲۶)

تقویٰ کا لباس بہت بہتر ہے۔

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجاہدین کو جہاد کیلئے رخصت کرتے تھے تو انہیں تقویٰ اپنانے کی وصیت فرماتے جیسا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امر امیراً علی جیش او سریۃ اوصاہُ فی نفسہ بتقوی اللہ۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب کسی کو مجاہدین کا امیر بناتے تو اسے وصیت کرتے کہ اپنے آپ پر تقویٰ لازم کرو۔(مسلم:۳۰/۱۳۵۷، وجامع الاصول:۲/۵۸۹)

تقویٰ کا مقدار: تقویٰ کا کم اندازہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے فرائض بجالائے اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھے کیونکہ یہی کام جنت کا موجب ہے۔

جیساکہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پوچھا:

ارأیت اذاصلَّیتُ المکتوبات وصمت رمضان واحللت الحلال وحرمت الحرام ولم ازد علی ذالك شیئًا ادخل الجنّۃ ؟قال نعم:

اے! محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے اس بات سے اُگاہ کیجئے کہ جب میں فرض نمازیں پڑھتاہوں، رمضان کے روزے کو رکھتاہوں، حلال کو حلال، اور حرام کو حرام سمجھتاہوں اور اس میں اضافہ نہیں کرتاہوں کیامیں جنت میں داخل ہوں گا؟ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں۔

(مسلم:۱/۴۴ وجامع العلوم لابن رجب ۱۶۹)

تقویٰ کا اعلیٰ مقدار: تقویٰ کا اعلی مقدار یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے تقویٰ اور پرہیز گاری میں اس حد تک پہنچ جائے کہ نوافل کا اہتمام کرے اور مکروہات سے اپنے آپ کو بچائے بلکہ ان مباحات سے بھی اجتناب برتے جن میں مکروہات کے داخل ہونے کا شبہہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

لایبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالابأس به حذراً مِمَّا بأس به۔

ایک آدمی اس وقت تک متقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ لا ابالی چیزوں کو گناہ کے خوف سے چھوڑ نہ دئے۔

(رواہ الترمذی وقال حسن غریبؒ تفسیر ابن کثیر: ۱۰/۴۰)

3۔ مجاہدین کا ایک دوسرے کی عزت اور احترام کرنا:

یہ بھی جہاد کے آداب میں ہے کہ مجاہدین آپس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام کریں خصوصاً جہاد کے امیر کی۔ جہاد کے امیر کو چاہیے کہ اپنے مجاہدین کو آپس میں عزت واحترام کرنے کی نصیحت کرے۔ معاذ بن انس الجہنی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لان اشجع مجاهداً فی سبیل الله فاکفه علی راحلة عذوةٍ او روحةٍ احب الی من الدنیا ومافیها۔

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک مجاہد کو جہاد کیلئے تیار کرے اور اس کی خدمت کرے۔ اس کی سواری کا انتظام کرے، صبح یا شام، یہ میرے لئے دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

(ترتیب مسند احمد: ۱۴/۵۱)

اس حدیث سے مجاہدین کی آپس میں محبت، ہمدردی، امداد اور اسلامی اخوت ثابت ہوئی۔

4۔ مجاہدین کو چاہیے کہ امیر سے جہاد کیلئے بیعت کرنے کے وقت مستحکم اور مضبوط الفاظ سے بیعت کریں:

قتال سے پہلے مجاہدین کو چاہیے کہ اپنے امیر کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق جہاد فی سبیل اللہ موت پر مضبوط عہد کریں اور اس بات پر قائم اور ڈٹے رہیں کہ جنگ کے وقت میدان جہاد سے فرار نہیں ہوں گے اور کسی وقت بھی غدر کار ارتکاب نہ کریں گے۔

جیسا کہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے محمد ﷺ سے ایسی ہی بیعت کی تھی۔ جابر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

كنا يوم الحديبية الفاً واربع مائةً فبايعناه وعمر رضى الله عنه اخذ بيده تحت الشجرة وهى سمرة وقال: بايعناه ألا نفر وعلى الموت وفى روايت على الهجرة۔ والبيعة على الاسلام والجهاد۔ وفى روايت مسلم عن ابن عمر رضى الله عنه البيعة على الصبر۔

ہم حدیبیہ کے دن "۱۴۰۰" اصحاب تھے، ہم نے محمد ﷺ کے ساتھ بیعت کی، عمر رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کے ہاتھ کو کیکر کے درخت کے نیچے پکڑا ہوا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کے ہم فرار نہیں ہوں گے اور اس راہ میں مریں گے۔ اور مسلم کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے صبر کرنے کی بھی بیعت کی۔ (صحیح مسلم: ۳/۱۴۸۳ والبخاری: ۲۹۶۰۔ ۲۹۶۲)

اگر بیعت کے بارے میں تمام احادیث اکھٹی کی جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے محمد ﷺ سے یہ بیعت کرلی تھی کہ جب تک ہم دشمن پر فتح حاصل نہیں کرتے اس وقت تک صبر کرتے رہیں گے اور ان کے ساتھ قتال جاری رکھیں گے، اور اسی کو بیعت علی الموت کہتے ہیں۔

5۔ مجاہدین کیلئے ایک خصوصی نشانی (کوڈ) ضروری ہے تاکہ دوسروں سے ان کا تمیز ہو جائے۔

مجاہدین کو ایک ایسے کلمے کی ضرورت ہے جو صرف مجاہدین کو اس کا مطلب معلوم ہو او دوسرے لوگ اسے نہ سمجھ سکیں۔ یہ اس لئے کہ جب مجاہدین رات کی تاریکی یا دشمن کے ساتھ جنگ کے قت الگ الگ ہوجائیں تو ایک دوسرے کو اس خاص نشانی کے ذریعہ پہچان سکیں۔ اس میں بہت سے فوائد ہیں۔

پہلا یہ کہ مشرکین مجاہدین کے درمیان جاسوسی نہیں کرسکیں گے۔

دوسرا یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے قتل سے بچ سکے گا کیوں کہ وہ خفیہ کلمہ سب کو یاد ہوگا اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ یہ نشانی یا کلمہ صرف رات کے وقت کام آئے گا، مگر وہ اسرار یا الفاظ جو اپنے درمیان متعین اور مقرر کیے ہیں وہ ہر وقت اور ہر جگہ کام آئیں گے۔ اس خفیہ نشانی یا کلمہ کی صرف مجاہدین کو خبر ہونی چاہیے کسی اور کو نہیں۔ اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو دشمن کبھی بھی مجاہدین کے درمیان جاسوسی کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے گا ان باتوں پر دلیل مہلب بن ابی صفرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان بیّتکم العدو فقولوا حم لاینصرون۔

اگر تم رات کے وقت دشمن سے جہاد کرتے ہو اور آپس میں گڈ مڈ ہوگئے تو "حم لاینصرون" پڑھو اس آیت کی معنی یہ ہے کہ اللہ کی قسم ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا جائے گا۔ یا اس یہ معنی ہے کہ "اللھم لاینصرون" (عون المعبود:۱۱۱۵)

(جامع الترمذی:۱۶۸،فی الجهاد باب ماجاء فی اشعار، وابوداؤد:۲۵۹ باب فی الرجل ینادی بالشعار، واحمد ۴/۶۵، ۵/۳۷۷)

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان نشانی قرآن کریم کی کوئی آیت ہوتی تھی۔

یہ دونوں حدیث اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ مجاہدین کے درمیان ایسے اسرار اور نشانی ہونی چاہئے کہ اسے جہاد کے وقت استعمال کر کے دوسروں سے متمیز ہو جائیں۔

6۔ جہاد کے وقت حماسی ترانے سنناچاہیے۔

یہ بھی سنت ہے کہ جب مجاہدین جہاد کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں تو اس طرح کے اسلامی اور حماسی ترانے سن لیں جن سے مجاہدین کے دلوں میں جہاد کا ولولہ اور جذبہ جوان ہو جائے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خندق کے دن دیکھا کہ وہ خندق سے مٹی نکالتے وقت یہ شعر پڑھتے:

اللھم لولا انت ما اہتدینا	ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا	وثبت الاقدام ان لاقینا
ان العدا قد بغا علینا	وان ارادوا فتنۃً ابینا

اے اللہ! جل جلالہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ ہی صدقہ دیتے۔ اور نہ ہی نماز پڑھتے ہم پر سکینہ (تسلی) اتار۔ اور ہمارے قدم کو مضبوط کر، اگر ہم دشمن کے خلاف قتال کرتے ہیں یقینا دشمن نے ہم پر تجاوز کر لیا ہے۔ اگر وہ ہمیں گمراہ کرنے کا ارادہ کریں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عربوں کی یہ عادت تھی کہ جنگ میں اشعار کہتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ دلوں میں خوش و جذبہ پیدا ہو جائے۔ اوپر مذکور شعر رسول اللہ ﷺ نے جنگ خندق کے موقع پر اس لیئے پڑھے تھے کہ اصحاب کرام کے دلوں میں خوش و جذبہ پیدا ہو جائے۔

7۔ امیر کو چاہیے کہ مجاہدین کو کئی گروپوں میں تقسیم کر دے۔

یہ بھی جہاد کے کے آداب میں سے ہے کہ مجاہدین کو کئی دستوں اور گروپوں میں تقسیم کیا جائے اس میں یہ فائدہ ہے کہ مجاہدین کو سنبھالنے اور کنٹرول کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ:

غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے حضور قبیلہ ھوازن کے لوگ آئے اور استدعا کی کہ ہمیں وہ مال، کنیز اور غلام واپس کردیں جو جنگ میں آپ نے پکڑلئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کرکے انہیں خطاب فرمایا:اور کہا کہ تمہارے بھائی مجھ سے ملنے کیلئے آئے تھے اور وہ توبہ تائب ہوچکے ہیں۔میں چاہتاہوں کہ ان کی قیدیوں کورہاکروں،اگر تم میں سے کوئی چاہتاہے تواس کام کواچھااور بہتر سمجھے اور اگر کوئی یہ کام نہیں چاہتاہے تواسے ان کااپناحصہ دیاجائے گا۔اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم سب آپ کے اس عمل کواچھااور بہتر سمجھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا آپ لوگ اپنے سرداروں سے مشورہ کرلیں اگر انہوں نے بھی اجازت دے دی توٹھیک ہے، وہ اپنے سرداروں سے مشورہ کرکے واپس آئے اور آپ ﷺ کو کہاکہ وہ سب اس عمل پر خوش اور راضی ہیں۔

(البخاری:۴۳۲۱,فتح الباری۷/ ۳۴)

وجہ استدلال: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وھو ای العریف القائم بامر طائفة من الناس،سُمِّی بذالك لكونه یتعرّف امورھم حتّٰی یعرف بھا من فوقه عند الاحتیاج۔

عریف لوگوں کے بڑے۔سردار کو کہاجاتاہے،اسے عریف اس لئے کہاجاتاہے کہ وہ لوگوں کے امور کو بہتر جانتاہے حتی کہ اس شخص سے بھی زیادہ واقف ہوتاہے جو وہ اس کا شدید ضرورت مند اور محتاج ہو۔(فتح الباری:۱۶۸/۱۳)

اس حدیث میں عریف سے وہ اشخاص مراد ہیں جو امیر اور کمانڈر کے مرتبے سے چھوٹے ہوتے ہیں، یعنی ایک چھوٹے دستے کا کمانڈ اس کے ہاتھ میں ہوتاہے۔

8۔ مجاہدین کا ایک اسلامی جھنڈا ہونا چاہیے:

یہ بھی مسنون طریقہ ہے کہ مجاہدین کا الگ ایک اونچا جھنڈا ہو، یہ رئیس الجیش کے ہاتھ میں ہو تاکہ اس بات پر دلیل ہو کہ کلمۃ اللہ ہمیشہ کیلئے اونچا اور کفر کا جھنڈا نیچا رہا ہے۔

اس پر سھل بن سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا:

میں ضرور اس جھنڈے کو ایک ایسے آدمی کے حوالہ کر دیتا ہوں جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا، یہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا ہو گا، اور اللہ اور سول ﷺ اس کے ساتھ محبت کرنے والے ہوں گے۔ پھر یہ جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کو دیدیا۔ (بخاری: ۴۲۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وفی ھذہ الاحادیث استحباب اتخاذ الالویۃ فی الحروب وانّ اللواء یکون مع الامیر۔

ان احادیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ جہاد کے وقت جھنڈے بنالینا مستحب ہے اور چاہے کہ جھنڈا امیر کے ہاتھ میں ہو۔ (فتح الباری: ۶/۱۲۹)

9۔ مجاہدین کو اللہ کی پناہ ڈھونڈنا چاہیے:

جہاد کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجاہدین قتال کے وقت اللہ سے پناہ مانگیں اور اسی سے فریاد کریں۔ دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرتے وقت اللہ ہی سے مدد اور نصرت مانگیں۔

یہ نہ کہے کہ یا علی یا پیر بابا یا ہمیں فتح اور کامیابی نصیب فرما کیوں کہ یہ شرک ہے جب طالوت کی لشکر نے جالوت کے لشکر کو دیکھا تو یہ دعا پڑھی۔

﴿وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ {فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ}﴾ (البقرة:۲۵۰)

اے ہمارے پروردگار! ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجیئے۔

رسول اللہ ﷺ جہاد کے وقت بہت سی دعائیں مانگتے تھے اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں: پھر (طالوت والوں نے جالوت والوں کو) اللہ تعالیٰ کے حکم سے شکست دیدی۔

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾

جب تم اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعائیں قبول کیں۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے وقت یہ دعا فرماتے:

اللهم انت عضدی ونصیری بك احول ولك اصول وبك اقاتل۔

اے اللہ آپ ہی میرے مضبوط کرنے والے اور مدد کرنے والے ہیں، تیری مدد سے دشمن کی مکر وفریب کو ختم کر دیتا ہوں، اور تیرے تعاون سے دشمن پر حملہ کرتا ہوں، اور تیرا نام لے کر دشمن کے ساتھ جنگ کرتا ہوں۔

(جامع الاصول: ۵۷۱۲ رواہ احمد وابوداود والترمذی)

10۔ کفار کو اسلام کی دعوت قتال سے پہلے دو:

جہاد کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر انہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی ہو تو جنگ سے پہلے انہیں اسلام کی طرف دعوت دینا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا لقیت عدوك فادعهم الی ثلاثٍ خصالٍ ادعهم الی الاسلام فان اجابوك فکف عنهم واقبل منهم۔

جب دشمن سے تمہارا آمنا سامنا ہو جائے تو تین امور کی طرف انہیں دعوت دو، پہلا یہ کہ اسلام قبول کریں اگر انہوں نے اسلام قبول کیا تو پھر ان سے جنگ مت کرو اور ان سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ (مسلم: ۱۷۳۱، جامع الاصول: ۲/ ۵۸۹ رقم ۱۰۷۳)

فائدہ: موجودہ زمانے میں ایسی دعوت کی ضرورت نہیں کیونکہ عصر حاضر میں تبلیغ کے اسباب اور وسائل بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً، ٹیلیفون، ریڈیو، فیکس، انٹرنیٹ، کیسٹیں، قرآن کریم، مجلات، رسالے اور دیگر لٹریچر، یہ سب کے سب تبلیغ کے اسباب و وسائل ہیں اور تمام کفریہ ممالک میں پہنچ چکے ہیں، یہ اس وقت ہے کے کفار نے مسلمانوں پر حملہ نہ کیا ہو، اس وقت تو امریکہ برطانیہ اور ان کی حمایتی ہمارے وطن، ناموس، اسلام اور عزت پر قابض ہیں۔ اب ان کیلئے صرف، بم، راکٹ، کلاشنکوف اور دیگر مہلک ہتھیار کا استعمال کرنا دعوت ہے، وہ اس کے علاوہ یہ شرافت کی زبان نہیں جانتے ہیں۔ اسی طرح ان کے کٹھ پتلی اور غلاموں حکمران چاہے وہ صدر ہو یا وزیر اعظم ان کا قتل کرنا بھی ہر مسلمان مجاہد پر واجب ہے کیونکہ یہ مرتد دائرۂ اسلام سے نکل چکے ہیں۔ ان کے علاوہ جہاد کے اور آداب بھی ہیں۔ لیکن جن کا تذکرہ ہم نے کیا وہ بہت اہم ہیں باقی ماندہ آداب کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

(۹) مسئلہ: جہاد کے دوران، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور معذور لوگوں کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ اسلام عدل اور رحمت کا دین ہے ہر وقت اور ہر جگہ عدل کا خواہاں ہے، لہٰذا مجاہدین کیلئے جائز نہیں کہ جنگ کے دوران بوڑھوں، عورتوں اور چھوٹے بچوں پر ہاتھ اٹھائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ الٰہی ارشاد ہے:

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾(البقرۃ:۱۹۰)

اور تم تجاوز مت کرو بیشک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت میں یہ بیان ہوا کہ کفار کے ساتھ قتال میں تجاوز اور تعدی نہ کیا جائے، یعنی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے کیوں کہ وہ قتل کے اہل نہیں ہے۔

(الجامع الاحکام القران:۲/۳۴۸)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:
ایک غزوہ میں کوئی عورت قتل کی گئی تھی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے دیکھ کر اپنی ناراضی کا اظہار کیا اور اس کام کو بُرا مانا۔ (البخاری:۳۰۱۴)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اجمع العلماء علی العمل بهذا الحديث وتحريم قتل النساء و الصبيان ما لم يقاتلوا فان قاتلوا قال جماهير العلماء يقتلون۔

علمائے امت کا اجماع ہے کہ اس حدیث پر عمل کرنا ضروری اور لازمی ہے، جنگ کے وقت ہر مسلمان پر کافر بوڑھوں، عورتوں، بچوں اور دیگر معذور لوگوں کا قتل کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہیں تو ان کا قتل کرنا جمہور کے نزدجائز ہے۔

(شرح مسلم للنوی:۱۲/۴۸)

فائدہ: جب تک عورتیں بوڑھے اور بچے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہ ہوں تو ان کا قتل کرنا مسلمانوں پر حرام ہے لیکن اگر انہوں نے مجاہدین کے خلاف جنگ میں شرکت کی تو پھر ان کا قتل کرنا بھی ضروری ہے، جیسا کہ آج کل کے زمانے میں کفری فوج میں بڑی تعداد میں عورتیں موجود ہیں اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں برابر کی شریک ہیں۔

اسی طرح بوڑھے بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ میں برابر کے شریک ہیں ان کا قتل کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں اس طرح کے بوڑھوں کے قتل کے بارے میں آیا ہے:

اقتلوا شیوخ المشرکین۔

مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کرڈالو کیونکہ وہ اپنے جوانوں کے مشیر ہیں۔

(الترمذی ومشکاۃ المصابیح :۲/۳۸۶)

فائدہ: وہ عورتیں جو امریکی یا انگریزی فوج کیلئے جاسوسی کا کام انجام دیتی ہیں، یا ان کے ساتھ، این جی اوز میں کام کررہی ہیں۔ یا ان کے بیرکوں میں جاکر ان سے بدفعلی کا ارتکاب کرتی ہیں وہ بھی واجب القتل ہیں، ہر مجاہد پر اس طرح کی عورتوں کا قتل کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ وہ زناکار اور کفار کی حمایتی ہیں، اسی طرح وہ عورتیں بھی واجب القتل ہیں جو ان کفار کے ساتھ ملتی ہیں اور ان کیلئے جاسوسی کرتی ہیں اور زنا کا ارتکاب کرتی ہیں۔

(۱۰) **مسئلہ:** اگر کفار نے مسلمانوں کے کسی گاؤں میں ڈیرہ ڈالا ہو تو اس گاؤں پر بھی حملہ کرنا جائز ہے۔ اگر کفار نے مسلمانوں کے گاؤں اور رہائشی علاقوں میں مورچے بنائے ہوں تو ان کے نکالنے کیلئے اس گاؤں پر حملہ کرنا اور راکٹ برسانا جائز ہے اگرچہ اس حملے میں مسلمانوں کے گھروں کو نقصان پہنچ جائے یا مسلمانوں کے بچے، مال دولت اور دوسرے افراد مارے جائیں۔

شہید عبد اللہ عزام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اذا اتخذ الکفار اسری المسلمین کترس امامھم و تقدموا لاحتلال بلاد المسلمین یجب قتال الکفار ولو ادی الی قتل اسری المسلمین۔

اگر کفار نے مسلمان قیدیوں کو اپنے لئے ڈھال بنایا یا انہیں آگے کر کے ان کے ذریعہ مسلمانوں کے علاقوں پر قابض ہوئے ہیں تو اس صورت میں کفار کے ساتھ جنگ اور قتل کرناواجب ہے اگرچہ یہ مسلمان بھی قتل کئے جائیں۔(موسوعۃ الذخائر العظام :۱/۱۲۶)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بل لوفیھم (الکفار)قوم صالحون من خیار الناس ولم یمکن قتالھم الابقتل ھولاء لقتلوا ایضاً فان لائمۃ متفقون علی ان الکفار لو تترسوا باسری المسلمین وخیف علی المسلمین اذالم یقاتلوا فانہ یجوز ان نرمیھم ونقصد الکفار و لو لم تخف علی المسلمین جاز رمی اولئك المسلمین وذلك لان حمایۃ بقیۃ المسلمین من الفتنۃ والشرك وحمایۃ دینھم وعرضھم ومالھم اولی من ابقاء بعض المسلمین احیاء وھم الاسری فی ید الکفار المتترس بھم۔

اگر کفار کے درمیان نیک لوگ بھی موجود ہوں لیکن ان کے قتل کئے بغیر کفار کے ساتھ قتال ناممکن ہو تو ان نیک لوگوں کو بھی قتل کرنا چاہیے، کیونکہ دین کے تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کفار مسلمان قیدیوں کو اپنے لئے ڈھال بنائیں اور مسلمان ان کے قتل کرنے سے ڈرتے ہو تو مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ توپ، راکٹ اور دوسرے ہتھیار سے فائرنگ کرتے وقت کفار کے قتل کی نیت کریں اور مسلمانوں کے قتل ہونے کا خوف نہ کھائیں۔ کیوں کہ دوسرے مسلمانوں کی حمایت اور ان کے مال کی حفاظت ان قیدیوں کی زندگی سے زیادہ اہم ہیں جن کو کفار نے ڈھال بنایا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ بھی ایک شرعی قاعدہ ہے کہ خاص ضرر کے ارتکاب سے عام ضرر کا دفع کرنا بھی جائز ہے۔

(مجموع الفتاوی: ۲۸/۵۳۷، موسوعۃ الذخائر العظام : ۱/۱۰۲۴)

(۱۱) **مسئلہ:** امریکیوں کے ساتھ کام کرنے والے، ان کے ترجمان، ان کے حمایتی خواہ وہ کسی بھی زبان یا کسی بھی ملک کے ہو۔ ان کی فوج ہو یا پولیس سب کے سب مرتد اور واجب القتل ہیں۔

اگرچہ یہ مسئلہ موالات کی بحث میں گذر گیا ہے لیکن وہ لوگ جو کفار کے ساتھ صف میں کھڑے ہوں خواہ وہ پولیس ہو یا فوجی یا کوئی ترجمان اور صحافی وہ واجب القتل ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اور دل سے ان کے ساتھ نہ ہو پھر بھی واجب القتل ہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے بہ زور وزبردستی جنگ میں دھکیل دیا گیا تھا میں دل سے نہیں چاہتا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اما ظاهرك فكان علينا واما سريرتك فالى الله ۔

تمہارا ظاہر تو یہی ہے کہ تم نے ہم پر حملہ کیا ہے اور ہم تمہارے ساتھ کفار کی طرح سلوک کریں گے۔ رہا تمہارا اندرونی معاملہ ہم نے اس کو اللہ کے حوالہ کیا ہے۔

(مجموع الفتاوی: ۲۸/۵۳۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا رايتمونى بينهم والمصحف على راسى فاقتلونى۔

اگر تم نے مجھے کفار کی صف میں دیکھا اور قرآن میرے سر پر رکھا ہوا ہو تو مجھے پہلے قتل کرو۔ (موسوعة الذخائر العظام: ۱/۱۰۲۵)

جب کوئی فوجی اور پولیس کفار کے ساتھ خلوص کے ساتھ کام کرتا ہے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون کرتا ہے تو یہ مرتد ہے اسے امریکیوں سے پہلے قتل کرنا چاہیے۔

(۱۲) **مسئلہ:** بے دین حکومتوں، بے دین حکمرانوں اور بے دین فوج کے خلاف بھی جہاد فرض ہے۔

اس سے پہلے کہ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ موجودہ کفری اور طاغوتی حکومتیں مثلاً افغانستان، عراق یا کسی بھی ملک کی حکومت جو امریکہ اور برطانیہ کے تعاون سے بنی ہوئی ہیں ان کے کٹھ پتلی اور بغل بچے ہیں۔ اس طرح کی حکومتوں کے کفر کے بارے میں مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے، میں نے طاغوتی حکومتوں کے بارے میں الگ کتاب لکھنے کا ارادہ کر لیا ہے (ان شاء اللہ) بہت جلد قارئین ہاتھوں میں ہو گی۔ میں یہاں بعض اہل علم حضرات کے اقوال بیان کرتا ہوں جنہوں نے اس طرح کی حکومتوں کے خلاف جہاد کو فرض قرار دیا ہے۔

(۱) امام ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ المتوفی ۳۷۰ھ آیت :

﴿فَلا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وفی هذه الآیة دلالة علی ان من رد شیئًا من اوامر الله تعالی او اوامر رسوله صلی الله علیه وسلم فهوخارج من الاسلام سوآء رده من جهة الشك فیه او من جهة ترك القبول والامتناع وذلك یوجب صحة ما ذهب الیه الصحابة فی حکمهم بارتداد من امتنع من اداء الزکاة وقتلهم وسبی ذراریهم لان الله تعالی حکم بان من لم یسلم للنبی صلی الله علیه وسلم قضاءه وحکمه فلیس من اهل الایمان۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جب کوئی شخص اللہ کے اوامر میں سے کسی امر کو مسترد کرے یا رسول اللہ ﷺ کے کسی امر سے اعراض کرے تو یہ شخص اسلام سے خارج ہو گیا ہے، خواہ اس کا یہ اعراض اور انکار اس کے شک کی وجہ سے ہو یا منع کے شکل میں۔ یہ آیت اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے اس فیصلے کی صحت بھی تائید کرتی ہے جنہوں نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ

نے صریح حکم صادر فرمایاہے کہ جس بندے نے اپنا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کو حوالہ نہ کیا وہ مؤمن نہیں ہے۔(احکام القران للجصاص: ۲/۳۰۲)

وجہ استدلال: ابو بکر جصاص رحمہ اللہ کا یہ بیان آج کے زمانے کے طاغوتی نظام پر بالکل فٹ ہوتا ہے کیوں کہ یہ شرعی فیصلہ کو نہ صرف یہ کہ مانتے نہیں بلکہ اسے ظلم قرار دیتے ہیں۔ اور کچہری، کورٹ کے قوانین کو جو قرآن اور سنت کے خلاف بنائے ہوئی ہیں اس کو مانتے ہے۔ اور اسلامی فیصلے کو مسترد کرتے ہیں۔ یہی حالت افغانستان (اور پاکستان) میں ہے وہاں کٹھ پتلی حکومت اسلام کا مذاق اڑارہی ہے۔ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں وہاں (اور یہاں) موجود امریکہ اور اس کی اتحادی فوجیں قرآن کریم کی بے حرمتی کرتی ہیں اور مسلمان عورتوں کی عزتیں پامال کرتی ہیں مگر نام نہاد مرتد قاضی اور دیگر مرتدین جو اپنے آپ کو مسلمان اور مجاہدین کے لیڈر کہتے ہیں ان ہی کفار کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں اپنادوست سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں پر امریکیوں سے پہلے ان کو ہلاکت کرنا ضروری ہے۔(قاتلہم اللہ)

(۲) امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وقد اجمع العلمآء ان من سب اللہ عز وجل او سب رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اودفع شیئًا انزلہ اللہ اوقتل نبیا من انبیاء اللہ وھو مع ذلك مقر بماانزل اللہ انہ کافر۔

تمام علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ کوئی بھی آدمی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گالیاں دے یا اللہ جل جلالہ کا کوئی حکم نہ مانے، یا کسی نبی کو قتل کرڈالے مگر اس کے باوجود پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان کہے اور شریعت کا اقرار کرے وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔

(التمہید: ۴/۲۲۶)

(۳) ابن کثیر رحمہ اللہ سورہ نساء آیت نمبر ۵ ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں: (ابن کثیر: ۲/۵۶۰)

ینکرتعالی علی من خرج عن حکم اللہ المحکم المشتمل علی کل خیر الناھی عن کل شرو عدل الی ماسواہ من الاراء والاھواء والاصطلاحات التی وضعہا ارجل بلامستند من شریعۃ اللہ کما کان اھل الجاھلیۃ یحکمون بہ من الضلالات والجہالات مما یضعونہا بآرائہم واھواء ھم وکمایحکم بہ التتار من السیاسات الملکیۃ الماخوذۃ من ملکہم جنکیز خان الذی وضع لہم السیاق وھو عبارۃ من کتاب مجموع من احکام قد اقتبسہا من شرائع شتی من الیہودیۃ و النصرانیۃ والملۃ الاسلامیۃ، یقدمونہا علی الحکم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ فمن فعل ذلک منہم فھو کافر یجب قتالہ حتی یرجع الی حکم اللہ ورسولہ فلایحکم سواہ فی قلیل ولا کثیر قال اللہ تعالی: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کرتے ہیں جو اللہ کے اس محکم فیصلے سے اعراض کرتے ہیں جو تمام خیر پر مشتمل، اور ہر طرح کے شر کا مانع ہے۔ اس قانون کی طرف رخ کرتے ہیں جو لوگوں نے اپنی آرا سے بنایا ہے، اس پر کوئی مستند شرعی دلیل موجود نہیں۔ جیسا کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ اپنے گمراہ کن اور خود ساختہ قانون پر فیصلے کرتے تھے اور اپنی خواہشات کے مطابق بنا رکھا تھا، یا ایسا قانون جو تاتاریوں نے بنایا تھا اور اسی پر اپنے فیصلے کرواتے تھے۔ تاتاریوں نے قانون اپنے بادشاہ چنگیز خان سے حاصل کیا تھا اور چنگیز خان نے یہ قانون یہودیت نصرانیت اسلام اور دوسرے شریعتوں کو ملا کر بنایا تھا۔ جو لوگ انگریزی اور امریکی قانون پر عمل کرتے ہیں یا اسمبلی بنائے ہوئے آئین پر فیصلے کراتے ہیں وہ کسی شک اور شبہ کے بغیر مرتد ہیں اور ان کا قتل کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ اللہ اور رسول کے قانون کے علاوہ کوئی بھی فیصلہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ کیا وہ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں۔؟

(۴)امام ابن کثیر رحمہ اللہ سورہ نساء آیت نمبر ۵۹ میں:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ کے تحت کہتے ہیں: فدل علی من لم یتحاکم فی محل النزاع الی الکتاب والسنة ولایرجع الیھما فی ذالك فلیس مؤمنا باللہ ولابالیوم الاخر۔

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جس شخص نے تنازعہ کے وقت اپنا فیصلہ قرآن کریم اور نبوی احادیث کی روشنی میں حل نہ کیا بلکہ کسی اور قانون کی طرف رجوع کیا وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا یعنی وہ مؤمن نہیں۔(تفسیر ابن کثیر:۲/۳۱۳)

(۵) شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا:

عمایحکم به اهل السوالف من البوادی وغیرهم من عادات الآباء والاجدادهل یطلق علیهم بذلك الکفر بعد التعریف ۔ فاجاب من تحاکم الی غیر کتاب اللہ وسنة رسول بعد التعریف فهو کافر قال تعالی:﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ وقال تعالی:﴿أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ ...الخ﴾

وہ سلف صالحین جو گاؤں دیہاتوں میں رہتے ہیں اور وہ (قرآن اور حدیث) سے باخبر ہونے کے باوجود پھر بھی اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے فیصلے ان کی عادات اور رواج کے مطابق کراتے ہیں کیا ان پر کفر کا اطلاق ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: جو لوگ قرآن و حدیث کو جاننے کے باوجود پھر بھی اپنے فیصلے اسلام کے مقدس دین کے علاوہ کسی اور قانون کی طرف لے جاتے ہیں وہ کافر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قرآن پر فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ دوسری آیت میں فرماتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ دوسرا دین تلاش کرتے ہیں۔ (الدر السنیة فی الاجوبة النجدیة:۸/۲۴۱)

(٦) ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

ومن استحل ان یحکم بین الناس بما راہ ھو عدلا من غیر اتباع بما نزل اللہ فھو کافرا۔

اور جو شخص بھی اللہ کے نازل کردہ کتاب کے علاوہ لوگوں کے درمیان فیصلے کو جائز اور عدل وانصاف پر مبنی سمجھتا ہے۔وہ کافر ہے۔(الدر السنیۃ: ٨/٢٧٣)

مختصر یہ کہ ہم نے علمائے کرام کے یہ اقوال اس آیت کے تحت اس غرض کیلئے نقل کیے کہ مذکورہ علمائے کرام نے بھی اسطرح کے حکمرانوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتاری حکومت کے خلاف جو اس وقت پاکستان اور افغانستان کی موجودہ حکومتوں کی طرح تھی جہاد کا اعلان کیا اور کہا:((اذا رأیتمونی بینھم والمصحف فوق رأسی فاقتلونی))اگر تم مجھے ان کے درمیان پاؤ تو مجھے بھی قتل کر ڈالو اگرچہ میں نے سر پر قرآن کیوں نہ اٹھا رکھا ہو۔

یہ بات اس چیز کی دلیل ہے کہ ہر وہ قانون اور آئین جو قرآن اور سنت کے خلاف ہو اس کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے اور جو انتظامیہ اس غیر شرعی قانون کی پشت پناہی کر رہی ہو اس کو نیست ونابود کرنا فرض عین ہے کیونکہ اس انتظامیہ سے وابستہ سب لوگ مرتد اور کافر ہیں۔ہو سکتا ہے بعض افراد ہمیں تکفیری گروہ سے منسلک سمجھیں لیکن ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم تکفیری نہیں بلکہ یہ قرآن کریم اور نبوی احادیث کا حکم ہے کہ ایسی انتظامیہ کافر اور مرتد ہے، ہم مجبور ہیں کہ قرآن کریم اور نبوی احادیث کو مانتے ہوئے اس طرح کا فیصلہ صادر کریں اور قیامت کے دن بڑی رسوائی سے نجات حاصل کریں۔اگر قرآن کریم اور نبوی سنت سے ہٹ کر قوم، قبیلہ یا رسم ورواج کے فیصلے کفری ہیں تو کیا امریکی اور انگریزی قانون پر فیصلہ کرنا کفر نہیں؟ کیا اس انتظامیہ کے خلاف جہاد فرض عین نہیں جو اس انگریزی قانون کی پشت پناہی کر رہی ہو؟ کیا انگریزوں اور امریکیوں سے پہلے اس طرح کی انتظامیہ کا خاتمہ ضروری نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فرمان:﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ﴾ کے عین مطابق سب سے پہلے اس طرح کی انتظامیہ کا خاتمہ اور قلع قمع کرنا بے حد ضروری ہے۔کیوں کہ مجاہدین

کے خلاف امریکی اور دوسری کفری ملکوں کے افواج کی پشت پناہی اور تعاون کر رہی ہے، آپ خود سوچ کر جواب دیجئے کہ کیا اب بھی یہ واجب القتل نہیں۔؟(لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

فائدہ: مجاہدین کے قائد کیلئے مندرجہ ذیل اوصاف لازمی ہیں:

1۔ شیر کی طرح دلیر ہو اور کسی بھی وقت بزدلی نہ دکھائے۔

2۔ دشمن کے خلاف چیتے کی طرح جرأت اور بہادری سے لڑئے اوراس کے سامنے سر نہ جُھکائے۔

3۔ دشمن پر بالکل بھیڑے کی طرح حملہ اور ہو جائے اگر دشمن ایک طرف سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے تو دوسری جانب سے حملہ اور ہو جائے۔

4۔ ہتھیار اٹھاتے وقت چیونٹی کی طرح ہو جو اپنے وزن سے زیادہ وزن اٹھاتی ہے۔

5۔ مظبوطی میں پتھر جیسا ہو جو اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔

6۔ صبر میں گدھے کی طرح ہو جس پر جتنا بار رکھا جاتا ہے وہ صبر کرتا ہے۔

7۔ دشمن کے پکڑنے میں شکاری کتے کی طرح ہو جو اپنے شکار کو آگ سے بھی نکالتا ہے۔

(تہذیب مشارق الاشواق: ۳۹۰)

(۱۳)مسئلہ: توریہ کرنا:

جب مجاہدین جہاد کیلئے جاتے ہیں تو انہیں توریہ کرنا چاہیے تا کہ کسی کو ان کے جانے کی خبر نہ ہو۔ مثلاً اگر صوبہ کنڑ میں فوجی چھاونی پر حملہ کرنے کیلئے جارہے ہیں تو یہ کہہ کر چلے جائیں کہ ہمیں جلال آباد میں کسی دوست نے کھانے کی دعوت دی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ۔

جب محمد ﷺ کسی جگہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتے تو دوسری جگہ کا نام لیتے۔

(صحیح البخاری:۶/۴/مسلم:۶/۲۱۲۸)

(۱۴) حملے سے پہلے دشمن کا حال واحوال معلوم کرنا:

دشمن کے مورچوں پر حملے سے پہلے معلومات حاصل کرنے کیلئے جاسوس بھیجنا سنت نبوی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جاسوس وہاں جاکر خوف وہراس پھیلاتا ہے اور دشمن جگہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ دشمن فوجیوں کے ٹھکانوں کے ارد گرد کا حال واحوال معلوم کرکے مجاہدین کو بتاتے ہیں تاکہ مجاہدین کیلئے ان پر حملہ کرنا آسان ہو جائے۔

(۱۵) جہاد کے امیر پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت قرآن کریم اور نبوی احادیث کی روشنی میں جہاد کے فضائل، آداب اور دیگر معلومات بیان کرتا رہے، اس طرح جہاد کے متعلق کتابیں، رسالے، اور دیگر لٹریچر انہیں فراہم کرے تاکہ ان کے پڑھنے سے مجاہدین کا ایمان مزید مظبوط ہو اوران کے پاؤں میں استقامت پیدا ہو۔

(۱۶) مسئلہ: دشمن کے ساتھ آمنا سامنا ہونے کی خواہش نہ کرنا۔

دشمن کے ساتھ یعنی امریکہ، انگریز اور روسیوں کے ساتھ جنگ چھڑ جانے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

تم دشمن کے ساتھ جنگ چھڑنے کی خواہش مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔
مگر جب جنگ چھیڑ جائے تو صبر اور استقامت سے کام لو۔

(صحیح البخاری: ۴/۶مسلم۱۳۶۲/۳)

(۱۷) مسئلہ: رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے یعنی جنگ کے وقت جب کوئی کافر مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے تو اس کی ناک، کان وغیرہ اعضانہ کاٹے جائیں اسی طرح اسے آگ میں جلانا بھی حرام ہے، لیکن آج کل جو امریکی فوجی مسلمانوں پر لیزر اور آتشی بم استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا لیتے ہیں تو انہیں عبرت اور ڈرانے کی خاطر مسلمان مجاہدین کے لئے جائز ہے کہ انہیں پکڑ کر ذبح کر دیں اور ان کے سروں کو تن سے الگ کر دیں تاکہ اس حالت کو دیکھ کر دوسرے کفری فوجی افسرا ڈیوٹی چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن کریم میں فرمایا ہے:

﴿فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم﴾
جب تم پر کوئی تجاوز کرے تم بھی ان پر ان کی تجاوز کے برابر تجاوز کرو۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ:
﴿فاما تثقفنّهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم﴾

یہ دونوں آیتیں اس بات پر دلیل ہیں کہ کفر کے سپاہی کو ایسی موت قتل کیا جائے کہ دوسرے سپاہیوں کیلئے عبرت بن جائے اور وہ مسلمانوں پر ظلم وستم سے باز آجائیں۔ (المغنی :۵۶۵/۱۰)

(۱۸) مسئلہ: دشمن فوجیوں کا ساز وسامان:

دشمن سپاہی کا ساز وسامان مثلاً ہتھیار، پتلون، لباس اور دوسرے اشیا کا حق دار وہی مجاہد ہے جس نے کافر سپاہی کو قتل کر ڈالا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کو اس کافر لٹیرے کا سارا سامان دیدیا جسے اس نے قتل کر ڈالا تھا۔(الروضۃ للنووی:۶/۳۷۲)

(۱۹) مسئلہ: مجاہدین نے جنگ کے وقت کفار سے جتنا مال غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہو اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ ان پانچ حصوں میں سے چار حصے مجاہدین کو دیئے جائیں اور باقی ایک حصہ بیت المال میں رکھا جائے۔

(۲۰) مسئلہ: اگر مجاہدین کسی کافر سپاہی یا اس مسلمان سپاہی کو جو کافر فوجیوں کے کمانڈ کے تحت مجاہدین کے خلاف لڑتا ہے پکڑلیں تو مجاہدین کے امام (امیر) کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اسے ہلاک کردے یا فدیہ لے کر آزاد کردے۔(المجموع شرح المہذب:۱۸/ ۱۰۲ والمغنی:۱۰/ ۴۰۰)

(۲۱) مسئلہ: مسلمانوں پر قطعی حرام ہے کہ وہ کفار کو ہتھیار فروخت کریں، جس مسلمان مجاہد نے ایسا کام کیا وہ شدید ترین عذاب کا مستحق ہے، مسلمانوں کے امیر کو چاہیے کہ اسے ایسی سزاء دے کہ اسے دیکھ کر کوئی اور مسلمان اس طرح کی گھناؤنی حرکت نہ کرسکے۔(آثار الحرب:۵۱۲)

انتباہ: جو لوگ امریکہ اور اس کے اتحادی افواج کو ہتھیار فراہم کرتے ہیں یہ مرتد اور واجب القتل ہیں کیوں کہ یہ کام ان کے ساتھ دوستی اور مسلمانوں کے خلاف ان کے ساتھ جنگی تعاون ہے۔

جن لوگوں نے اپنا ہتھیار انہیں یا ان کی کٹھ پتلی حکومت کو فراہم کیا تو یہ لوگ مرتد اور واجب القتل ہیں کیونکہ یہ تمام مجاہدین کے ہتھیار ہیں اور کلمۃ اللہ کے اعلاء کیلئے خرید ا گیا ہے، لیکن وہ اس ہتھیار کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہیں لہٰذا یہ لوگ مرتد اور کافر ہیں۔

(۲۲) مسئلہ: جہاد کیلئے ٹریننگ بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ﴾ (الانفال: ٦٠)

جتنا ہو سکے دشمن کے خلاف قوت فراہم کرو۔

جن افراد نے ٹریننگ حاصل نہ کی ہو انہیں جہاد کیلئے نہیں جانا چاہے کیوں کہ اس سے فائدے کے بجائے مجاہدین کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

خلاصہ اور اختتام

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من اتی الیکم معروفاً فکافئوہ فان لم تجدوا فادعوالہ... الخ

جس نے تمہارے ساتھ نیکی کی تو اس کا پورا بدلہ دو، اگر بدلہ نہیں دے سکتے ہو تو اس کیلئے دعا کرو۔ (ابوداؤد: ۴۸۱۳، الموارد: ۲۰۲۱، والنسائی والطبرانی وغیرھم)

میں سب قارئیں حضرات سے درخواست کرتاہوں کہ چونکہ میں نے یہ کتاب بہت عجلت میں مجاہد اور عام مسلمان بھائیوں کیلئے لکھی ہے تاکہ سوئے ہوئے مسلمان جاگ اٹھیں اور میدان جہاد میں کودپڑیں۔ جس وقت میں یہ کتاب لکھ رہا تھا تو میں شدید بیمار اور مصروف تھا لیکن پھر بھی "الحمد اللہ" ہمت کرکے یہ کتاب لکھی، لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتاہوں کہ میری اس نیکی کا بدلہ ضرور عطا کرے۔

میری دوسری درخواست تمام مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں سے یہ ہے کہ سب کے سب مسلمان ایک آواز ہو کر کفر کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور مشترکہ طور پر وحشی کافروں امریکہ، انگریز اور ان کے اتحادیوں کے خلاف میدان جہاد میں اتریں۔ کفر کے خاتمہ اور اسلام کے سربلندی کیلئے اپنامال، جان اور سب کچھ قربان کردیں۔

پاکستان اور افغانستان کے غیور مسلمانو! آج امریکی اور اس کی حامی وحشی فوجی مسلمان دوشیزاؤں کو پکڑ کر ان کے ساتھ جبر اًزنا کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کی ویڈیو فلم بنا کر اپنے اپنے ممالک بھیج دیتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی عزت و آبرو کو اس طرح پامال کرتے ہیں۔ یہ وحشی کتے عورتوں کے علاوہ بچوں، بوڑھوں اور جوانوں پر جنسی تشدد کرتے ہیں اور بہت سے مسلمان مردان کے جنسی زیادتیوں کی وجہ سے ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں۔ بہت سی مسلمان ماؤں اور بہنوں کی عزت پر ڈاکہ ڈالا، علمائے دین کو پکڑ کر بندروں کی طرح گوانٹاناموکے پنجروں میں بند کردیا ان کی بے عزتی اور بے حرمتی کی۔ کیا ہمیں کفار کے سامنے اس طرح کی ذلت اور شرمناک زندگی گذارنی چاہیے؟ کیا مسلمانوں کی غیرت اور ہمت یہ

اجازت دیتی ہے کہ اپنی ماؤں، بہنو، بیٹیوں اور بیویوں کی عزت و آبرو کو پامال ہوتے ہوئے دیکھ لیں اور ہم یہ سب کچھ برداشت کریں؟ ان ظالم وحشی ریچھوں نے تو یہ قسم کھائی ہے کہ تمام عمر مسلمانوں کی جان، مال عزت وآبرو سے کھیلتے رہیں گے اور ایک لمحہ کیلئے بھی امن اور عزت کی زندگی نہیں گذارنے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ کفار مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں۔ کفار کا مذہبی پیشوا پاپ جان پال جب اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو اپنی آخری وصیت میں اپنے پیرو کاروں کو کہتا ہے کہ تم اس وقت تک جنت نہیں جاسکتے جب تک کے مسلمانوں کے سات مردوں کی عزت اور آبرو پامال نہ کردو۔ ہم اپنی آنکھوں سے آئے دن دیکھتے ہیں کہ عراق اور افغانستان میں یہ وحشی ریچھ درجنوں افراد کی عزت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ میرے مسلمان بھائیو! آیئے اس ذلت آمیز زندگی سے نجات حاصل کرنے کیلئے جہاد کا راستہ اختیار کریں اور اس وقت تک ان کے خلاف بے جگری سے لڑتے رہیں جب تک کہ وہ مسلمانوں کے مقبوضہ ممالک سے بھاگ نکلنے پر مجبور نہ ہو جائیں۔ ذلت کی سو سال زندگی سے عزت کی ایک دن کی زندگی بہت بہتر ہے۔ اگر اب بھی ہم مسلمانوں کی غیرت نہ جاگی اور ہم نے کفر کے خلاف میدان جہاد کا انتخاب نہ کیا تو اس دنیا میں بھی غلامی کی بدترین زندگی گذاریں گے اور آخرت میں بھی ہمارا ٹھکانہ جہنم ہو گا جو سب سے برا ٹھکانہ ہے۔

میں ان ملاؤں اور مدرسین حضرات سے پوچھتا ہوں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے حضور میں اس وقت کیا جواب دوگے جب کوئی مسلمان عورت اللہ کے سامنے کھڑی ہو کر یہ فریاد کرے گی کہ میری بے عزتی کا بدلہ ان ملاؤں اور مدرسین نے کیوں نہ لیا اور کفار کے ظلم اور زیادتی سے ہمیں کیوں نہ بچایا؟ کیا یہ تمہارے لئے بہتر نہیں کہ تم اللہ سے مدد طلب کرکے جہاد کے میدان میں کود پڑو، اور اللہ کی رضا کی خاطر لڑو۔ موت اور قید سے ڈرنے کی قطعا ضرورت نہیں کیوں کہ موت اپنے مقررہ وقت پر آتی ہے۔ اور ایک منٹ کیلئے بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔

اگر مشرق میں کوئی کافر مسلمانوں کی کسی لڑکی کو پکڑلے تو مغرب کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی نجات کیلئے جہاد کریں اور اس وقت تک لڑتے رہیں جب تک کہ کافر کے چنگل سے اسے نجات نہ دلائیں۔ (شامی)

اس وقت سینکڑوں نہیں بلکہ لاکھوں بہن بھائی کفار کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں اور وہ ظلم و ستم کے بھٹی میں جل رہے ہیں کیا اب بھی جہاد نہ کرنے کیلئے کوئی عذر معذرت باقی ہے؟ نہیں ہر گز نہیں بلکہ تمام مسلمانوں خصوصاً علماء حضرات کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ جہاد کیلئے نکل جائیں اور اپنے ان ازلی دشمنوں سے قتال کریں جو مسلمان ملکوں پر قبضہ کرکے اہل اسلام کی عزت و آبرو کو پامال کر رہے ہیں۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں بے گناہ لوگو کو شہید اور سینکڑوں کی تعداد میں زخمی کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ کفار کو ایسی عبرتناک شکست دیں جس طرح کہ ہمارے نبی محمد ﷺ، اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد احمد شاہ ابدالی رحمہم اللہ اور ہمارے دوسرے سلف نے شکست دی تھی۔

اللھم ببابك اوقفنا ركائب الذل والانكسار، وبجانبك انخنا نجائب العجز و الاختصار ولعطائك مددنا يد الفاقة والاضطرار رب فلا تجعل ما الفته قرائحنا مردوداً الينا بالطرد والابعاد ولا ماسطرته اناملنا شهيداً علينايوم يقوم الاشهاد وارزقناشهادة ننال بها اعلى رتب الزلفى لديك وبيض وجوهنا يوم تسود الوجوه وتبيض بين يديك فانت ذوى الطول العظيم۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين۔

انٹرنیٹ ایڈیشن:
مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
http://www.muwahideen.co.nr